ایک اعلیٰ ترین ماہر تعلیم سے جس بلندی پایہ کی توقع ہوسکتی تھی اُسکو چھوڑکر ایک معمولی مضمون نگار کی حیثیت سے بھی افسوس ہے کہ ہم اس دو صفحہ مضمون کی کوئی داد نہین دیسکتے،

ہمایون کے لئے ایک فال ہمایون یہ ہے کہ اس نے بعض امراء اور اعلیٰ عہدہ داران سلطنت کو بھی اپنی طرف ملتفت کیا ہے، جو ملک کے علمی کامون کی طرف شاید ہی کبھی متوجہ ہوتے ہین، قیمت (دو) مزنگ روڈ، لاہور۔

نگار: اس نام کا ایک علمی اور ادبی رسالہ صوری اور معنوی خوبیون کے ساتھ جناب مولوی نیاز فتحپوری کی ایڈیٹری مین آگرہ سے نکلنا شروع ہوا ہے، جناب نیاز ایک کہنہ مشق انشاپرداز ہین اسلئے اُنکی ادارت مین ایسے رسالہ کا شایع ہونا اسکی خوبی کی ضمانت ہے، نیاز صاحب کے معاون جناب مخمور (بی، اے) اکبرآبادی ہین، مضامین نظم و نثر لطیف اور دلچسپ ہین، یہ کوشش کی ہے کہ سائنس، ادب، اور لطائف و نکات سب یکجا کردیئے جائین، جناب نیاز کی خدمت مین کیا یہ پیشگی گذارش مناسب ہوگی کہ وہ اُسکو نقاد بنانے کی کوشش نہ کرینگے، ضخامت ۸۰ صفحات، تقطیع بڑی، قیمت صہ ر، پتہ: نگار، آگرہ،

جہان آرا بیگم: تیموری خواتین مین جہان آرا بیگم خوش قسمت ہے کہ اردو مین اسکی دو مستند اور سنجیدہ سوانح عمریان لکھی گئی ہین، اس سے پہلے مولوی محبوب الرحمٰن صاحب کلیم بی، اے اسکی ایک سوانح عمری لکھ چکے ہین اب جناب ضیاء الدین احمد صاحب برنی بی، اے نے اُسکی دوسری سوانح عمری لکھی ہے، پہلے مین زیادہ تر بزبان اہل قلم کی تنقید ہے اور اسمین علمی پہلو زیادہ نمایان ہے، فارسی کی اصل تاریخون کی عبارتین نقل کیگئی ہین، جہان آرا کی تصنیف مونس الارواح کی ایک سطر کا صفحہ (موجودہ دارالمصنفین) اور بیگم کی مہر کے فوٹو بھی اسمین دیئے گئی ہین، یہ مہر اورنگ مہاراشٹر کے ایک ہندو رئیس کے قبضہ مین ہے، آخر مین بیگم کے فرامین اور بعض نادر سیاسی مراسلات بھی درج کئے گئے ہین، کتاب مستند، پُر معلومات اور سنجیدہ ہے، امید ہے کہ اہل ملک اسکی قدر کرینگے، قیمت ۸ر، پتہ، عبدالقدیر دالاخوان تاجران کتب دہلی۔

مجلد نہم | ماہ شعبان سنہ ۱۳۴۰ھ مطابق اپریل سنہ ۱۹۲۲ء | عدد چہارم

مضامین

ایک اعلیٰ ترین ماہر تعلیم سے جس بلندی پایہ کی توقع ہوسکتی تھی اُسکو چھوڑکر ایک معمولی مضمون نگار کی حیثیت سے بھی افسوس ہے کہ ہم اس دو صفحہ مضمون کی کوئی داد نہین دیسکتے،

ہمایون کے لئے ایک فال ہمایون یہ ہے کہ اس نے بعض امرا، اور اعلیٰ عہدہ داران سلطنت کو بھی اپنی طرف ملتفت کیا ہے، جو ملک کے علمی کامون کی طرف شاید ہی کبھی متوجہ ہوتے ہین، قیمت دو روپیہ سنٹر نگ روڈ، لاہور۔

نگار: اس نام کا ایک علمی اور ادبی رسالہ صوری اور معنوی خوبیون کے ساتھ جناب مولوی نیاز فتحپوری کی ایڈیٹری مین آگرہ سے نکلنا شروع ہوا ہے، جناب نیاز ایک کہنہ مشق انشا پرداز ہین اسلئے اُنکی ادارت مین ایسے رسالہ کا شایع ہونا اسکی خوبی کی ضمانت ہے، نیاز صاحب کے معاون جناب مخمور (بی، اے) اکبرآبادی ہین، مضامین نظم و نثر لطیف اور دلچسپ ہین، یہ کوشش کی ہے کہ سائنس، ادب، اور لطائف و نکات سب یکجا کردیئے جائین، جناب نیاز کی خدمت مین کیا یہ پیشگی گذارش مناسب ہوگی کہ وہ اُسکو نقاد بنانے کی کوشش نہ کرینگے، ضخامت ۸۰ صفحات، تقطیع بڑی، قیمت صہ، پتہ: نگار، آگرہ،

جہان آرا بیگم: تیموری خواتین مین جہان آرا بیگم خوش قسمت ہے کہ اُردو مین اسکی دو مستند اور سنجیدہ سوانح عمریان لکھی گئی ہین، اس سے پہلے مولوی محبوب الرحمٰن صاحب کلیم بی، اے، اسکی ایک سوانح عمری لکھ چکے ہین اب جناب ضیاء الدین احمد صاحب برنی بی، اے نے اُسکی دوسری سوانح عمری لکھی ہے، پہلے مین زیادہ تر وہین اہل قلم کی تنقید ہے اور اسمین علمی پہلو زیادہ نمایان ہے، فارسی کی اصل تاریخون کی عبارتین نقل کیگئی ہین، جہان آرا کی تصنیف مونس الارواح کی ایک سطر کا صفحہ (موجودہ دار المصنفین) اور بیگم کی مہر کے فوٹو بھی اسمین دیئے گئے ہین، اسکے علاوہ مہاراشٹر کے ایک ہندو رئیس کے قبضہ مین جو آخرین بیگم کے فرامین اور بعض نادر سیاسی مراسلات بھی درج کیے گئے ہین، کتاب مستند، پُر معلومات اور سنجیدہ ہے، امید ہے کہ اہل ملک اُسکی قدر کرینگے، قیمت ۸ر پتہ: عبد التقدیر دار الاخوان تاجران کتب، دہلی۔

جلد نہم	ماہ شعبان ۱۳۴۰ھ مطابق اپریل ۱۹۲۲ء	عدد چہارم

مضامین

شذرات

حکومت فلسطین کے لئے جو جدید آئین و قانون منظور ہوا ہے، اسکی ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ سرکاری زبان بجائے ایک کے تین تسلیم کیگئی ہین، یعنی عربی، عبرانی، و انگریزی - مجالس قانونی کی کاروائی نیز سرکاری کاغذات کی اشاعت تینون زبانون مین ہوتی رہیگی، سوئزرلینڈ کی مثال کسی پچھلے نمبر مین دیجا چکی ہے، یہ تازہ نظیر بھی ان حضرات کے لئے قابل غور ہے، جو اردو و ہندی کو دو مختلف زبانین قرار دیکر اُن کے تناقض سے ہندوستان کے اتحاد ملکی و شیرازۂ قومیت کے عدم امکان پر استدلال کرتے رہتے ہین،

گذشتہ نمبر مین ذکر آچکا ہے کہ ایم، مہدی حسن مرحوم کی جگہ پر دار المصنفین کی جماعت انتظامیہ کے ایک رکن ڈاکٹر سید محمود، پی، ایچ، ڈی، سکریٹری مرکزی خلافت کیٹی منتخب ہوئے، ان سطرون کی سیاہی ہنوز خشک نہین ہونے پائی تھی کہ ڈاکٹر موصوف کی گرفتاری کی خبر موصول ہوئی، ہماری مختصر جماعت انتظامیہ مین ڈاکٹر محمود سب سے پہلے شخص ہین، جنہین اُسوۂ یوسفی کا یہ شرف و امتیاز حاصل ہوا ہے، اسلئے وہ ہم سب کی جانب سے تبریک و تہنیت کے مستحق ہین، انکی زندگی آج سے کچھ پیشتر تک ناز و نعمت کی زندگی رہی ہے، تاہم انکی سنجیدگی و استقامت، ان کا خلوص و دیانت، انکی خاکساری و بےنفسی، یہ اوصاف ایسے ہین جو اس آتش نمرود کو اُن پر یقیناً گلزار خلیل بنا کر رہین گے۔

دنیا کی تاریخ مین یہ واقعہ اپنی نوعیت مین انوکھا نہین، ہزار ہا برس ہوئے کہ ایک بہت بڑے برگزیدہ و مقدس بندہ کے متعلق اسکی بے لوثی، بے قصوری، اور پاکدامنی کے متعدد تجربات کے باوجود بھی اسوقت کے خدایان حکومت کو مصلحت کار اسی مین نظر آئی تھی کہ اُسے ایک عرصہ کے لئے محبوس کردیا جائے، ثم بدا لھم من بعد ما راوا الآیٰت لیسجننہ حتیٰ حین، ...... لیکن نتیجہ کیا ہوا؟ یہ کہ چند روز بعد، وہی ہاتھ جو ملزم کو زنجیرون مین جکڑ رہے تھے اسکی تعظیم و استقبال کے لئے اُٹھنے پر مجبور تھے، اور وہی زبانین جو کل تک اسکے مجرم و سزا یافتہ ہونے پر طنز کررہی تھین آج یہ عرض کرنے پر مجبور تھین کہ حضرت، آج سے آپ ہماری سرکار مین بڑے ہی باوقار و صاحب اعتبار ہین، انک الیوم لدینا مکین امین یہانتک کہ بالآخر یہی بے یار و بے یاور، محبوس و زندانی ساری مملکت مصر پر متصرف و مختار ہو جاتا ہے، اور یہ واقعہ عام سنت الٰہی بن کر قیامت تک کے لئے ایک کلیہ قرار پا جاتا ہے، وکذلک مکنا لیوسف فی الارض یتبوأ منھا حیث یشاء نصیب برحمتنا من نشاء ولا نضیع اجر المحسنین شام کی تاریکی پھیل چکی ہے، لیکن ہر شام کی اُداسی پیش خیمہ ہوتی ہے صبح کی مسرت و فرحت کا۔ مبارک ہین وہ آنکھین جو اس شب تار مین بھی بیدار و کشادہ ہین،

مسلمانون کو اپنی مذہبی زبان سے جو شغف و محبت ہے، اسکا ایک تازہ ثبوت اس واقعہ سے بھی ہم پہنچتا ہے کہ سنہ ۲۲ کے میٹریکولیشن امتحان مین الہ آباد یونیورسٹی مین ۲۵۱۰ طلبہ نے شرکت کی، ان مین سائنس کا مضمون لینے والون کی تعداد ۱۴۹۱ تھی، ڈرائنگ لینے والون کی ۲۸۷، سنسکرت لینے والون کی ۱۱۷۰، فارسی لینے والون کی ۳۹۸، اور عربی لینے والون کی عظیم الشان تعداد پورے ایک درجن (۱۲) کی تھی، جس قوم کے احساسِ حمیت و غیرت کو واقعات و اعداد کی قوت بیدار نہین کرسکتی اسکے لئے الفاظ کا تازیانہ بھی قطعاً لاحاصل ہے،

کچھ روز ہوئے لندن کے ایک ہوٹل مین ایک دلچسپ موضوع پر علمی مذاکرہ رہا، عنوان بحث یہ تہا کہ ایک صدی کے بعد برطانوی شہنشاہی مین کس حالت مین ہوگی ؟ جلسہ مین پہلے انگلستان کے مشہور صاحب فکر و قلم ایچ، جی، ویلز کی تحریر پڑہی گئی، جسکا مفہوم یہ تہا کہ ایک صدی کے اندر برٹش ایمپائر کا وجود بھی نہ باقی رہیگا، اسوقت تک یا تو یہ سلطنت ارتقاے تہذیب و تمدن مین اپنے فرائض پوری طرح انجام دیکر امریکہ اور ریاستہاے متحدہ کی طرح کسی جمہوری قالب مین تبدیل ہوچکی ہوگی اور یا یونان و رومی شہنشاہیون کی طرح انسانی ترقی کے حق مین سد راہ ہوکر فنا و مردہ ہوچکی ہوگی، جلسہ مین ایک اور نامور مصنف سر رایڈر ہیگرڈ بھی موجود تھے، انھون نے اس خیال کی کلیتہً تردید کی، اور ارشاد فرمایا کہ روے ارض پر اتبک جو بہترین نظام حکومت قائم ہو سکا ہے وہ بھی برٹش ایمپائر ہے، اسکی بربادی دنیا کی بربادی کا پیش خیمہ ثابت ہوگی، ایک صدی مین یہ بے شبہہ ممکن ہے کہ مشرق مین برطانوی اقتدار نہ باقی رہجائے، لیکن اسکا علاج یہ ہے کہ خالص برطانوی نسل کی قوت کو ترقی و بحالی رہے، ہمارے بقاے وجود کے لئے اسی کو قوت دیتے رہنا کافی ہوگا،

مستقبل کی بابت یقین و قطعیت کے ساتھ حکم لگانا تو "دانایان فرنگ" "و عقلاے مغرب" ہی کا کام ہوسکتا ہے، پست حوصلہ، کم ہمت و تاریک خیال مشرق بے دیکر صرف ماضی ہی کے مطالعہ مین مصروف رہ سکتا ہے، اور یہ مطالعہ بھی عقل کی برقی روشنی مین نہ ہوگا بلکہ نقل کے فطری مصباح ہدایت کی شعاعون مین اُسکے محدود کتبخانہ کی الماری کے سب سے اونچے خانہ مین ایک "کتاب مبین" رکھی رہتی ہے، اسمین ایک قانون کی دفعہ اسکو ان الفاظ مین ملتی ہے :-

افلم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان
عاقبة الذین من قبلهم کانوا اکثر منهم

واشد قوة و آثارا فی الارض فما
اغنی عنهم ما کانوا یکسبون، فلما
جاءتهم رسلهم بالبینت فرحوا
بما عندهم من العلم وحاق
بهم ما کانوا به یستهزءون
فلما راوا بأسنا قالوا آمنا بالله
وحده و کفرنا بما کنا
به مشرکین، فلم یک ینفعهم
ایمانهم لما راوا بأسنا، سنت
الله التی قد خلت فی عباده
وخسر هنالك الکفرون
(مومن ۹)

.. ..

کیا یہ لوگ روے زمین پر نہین چلے پھرے اور اس پر نظر نہین کی کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہین انکا کیا انجام ہوا وہ ان سے تعداد مین کہین زیادہ تھے اور قوت اور اپنے آثار باقیہ کے اعتبار سے ان لوگون سے کہین بڑھ چڑھ کر تھے، مگر انکی یہ ساری دنیوی کمائی انکے کچھ کام نہ آئی، جب ان کے رسول انکے پاس کھلی ہوئی نشانیان لیکر آئے تو یہ لوگ اپنی لیاقت علمی پر نازان رہے اور بالآخر جس عذاب کی ہنسی اُڑایا کرتے تھے وہی ان پر اُلٹا پڑا، پس جب انھون نے ہمارا عذاب آتا دیکھا تو کہنے لگے کہ اب ہم خداے واحد پر ایمان لائے اور جن چیزون کو شریک خدائی ٹھراتے تھے انہین اب ہم نہین مانتے مگر اسوقت جبکہ ہمارے عذاب کو آتے انھون نے دیکھ لیا تو ان کا ایمان لانا کچھ بھی سودمند نہ ہوا، یہ قانون الٰہی ہے جو سدا سے اسکے بندون مین جاری ہے جو لوگ منکر تھے وہی نرے دل عذاب کے وقت گھاٹے مین رہے،

یا ممکن ہے یورپ کو اپنے غیر محدود ذرایع معلومات سے اس قدیم قانون کی تنسیخ کی اطلاع مل گئی ہو!
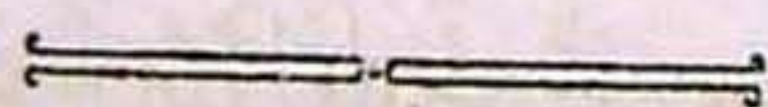
ڈیلی میل، انگلستان کا نہایت کثیر الاشاعت اخبار ہے، اسکے ایک تازہ نمبر مین ایک "ماہر نفسیات" کا مضمون "زندگی سے خائف" کے عنوان سے شائع ہوا ہے، جسمین اس مسئلہ پر توجہ کیگئی ہے کہ متمدن ممالک مین زندگی کی جانب سے بے لطفی و انقباض بلکہ خوف روز بروز کیون بڑھتا جاتا ہے ؟ فاضل مضمون نگار فرماتے ہین، کہ :

" حال مین مین نے بہ کثرت اشخاص (ذکور واناث) سے سوال کیا کہ اگر ممکن ہو تو آپ دوبارہ دنیا مین آنا چاہتے ہین ؟ مگر کسی نے اسکا جواب قطعاً اثبات مین نہین دیا ...... جس سے معلوم ہوا کہ زندگی کی جانب سے بے لطفی و بے انبساطی کی لہر عام طور پر دوڑی ہوئی ہے اور اسکے علامات وشواہد ہر طرف نظر آرہے ہین، جنون ودیوانگی کا مرض بڑہتا جاتا ہے خودکشی کرنے والون کی تعداد ترقی پر ہے، امراض دماغی چیچک سے کم کثیرالوقوع نہین ہورہے ہین، وقتی مسرت وبے فکری کے حصول کے لئے مے نوشی ایک عام عادت ہوتی جاتی ہے ..... بے قناعتی اور بے اطمینانی کی ہر طرف گرم بازاری ہے، اور افکار وترددات سے ہنگامی فرحت حاصل کرنے کے لئے منشی وجوش انگیز دواؤن کا استعمال روز افزون ہے "

سب سے بڑھکر یہ کہ سکون وراحت جس شے کا نام ہے، وہ موجودہ متمدن دنیا سے بالکل عنقا ہوگئی ہے، ہر شخص افتان وخیزان حوادث عالم کے تیز دہارے کے ساتھ بہا چلا جارہا ہے، اور نشہ یا تماشہ کی مدد سے مکروہات دنیوی سے جو عارضی نجات ملجاتی ہے، اسی کو بہت غنیمت سمجھتا ہے، ان حالات مین فاضل موصوف، خاتمہ پر دردناک لہجہ مین سوال کرتے ہین کہ کوئی ہے جو اس بے انبساطی کی وبا کی اصل علت کا پتہ لگا سکے ؟

اللہ اکبر! یہ صدائے کرب وفریاد اس کہان سے اٹھہ رہی ہے ؟ اس مقدس سرزمین سے جسکا چپہ چپہ ہماری نظرون مین کامرانیون اور خوش بختیون کا گنجینہ تھا، جسکا ایک ایک ہوٹل اور چائے خانہ ایک ایک قصر وایوان ہمارے نزدیک جنتِ نگاہ وفردوس گوش تھا، اور جسکی ایک سرسری سیاحت ہمارے قلوب کو مسرت ونشاط، سرور وشادمانی کے جذبات سے معمور کردینے کے لئے کافی تھی! کیا خدانخواستہ حزن والم، انقباض وملال کا گذر اس شبستان عشرت کے حدود مین بھی ہے ؟ کیا جس سراپا ناز محبوب کو

ہم ابتک خورد سال، اور حسن وشباب، دلربائی ونزاکت کی تصویر سمجھتے رہے، وہ درحقیقت ایک عجوزۂ شصت سالہ ثابت ہو رہی ہے ؟ کیا ہمارا سنگ روضۂ ایوان عیش درحقیقت ماتم سرا تھا ؟ کیا ابتک ہم زہر پر قند کا، نالہ وشیون پر رقص وسرود کا، اور عفریت گاہ پر پرستان کا دہوکا کہاتے رہے ؟ پس ماتم کرنا چاہیے ہمین اپنی محرومیون پر، اپنی شور بختیون پر، اور اپنی حسرت نصیبیون پر، کہ سراب پر آب کا گمان کرتے رہے !

یورپ کا ماہر نفسیات فرط یاس وحسرت مین پکار اٹھتا ہے کہ کوئی ہے جو دل کی بیقراری، بے اطمینانی، وبے انبساطی کا علاج بتا سکے ؟ صحرائے عرب کا ایک اُمّی جواب دیتا ہے کہ "مین طبیب مطلق کے حکم سے ایک قطعی ومجرب نسخہ بتاتا ہون، اگر تمہاری قسمت تمہاری بداعمالیون کے باعث بالکل ہی سیاہ نہین ہوچکی ہے تو تمہین بھی اُسکے استعمال کی توفیق ہوگی"۔ اس نسخہ کا صرف ایک ہی جزو ہے اور وہ ایک چھوٹا سا پنج حرفی لفظ ہے، **ایمان**، دلون مین اطمینان وبیخوفی پیدا کرنے والی، اور قلوب کو اضطراب وترددسے نجات دلانے والی صرف یہی ایک شے ہے، شافی مطلق کے صحیفۂ شفا کے تقریباً ہر صفحہ مین اسکا ذکر آتا ہے، کسی مقام پر یون ارشاد ہوتا ہے، کہ

ما اصاب من مصیبۃٍ الا باذن اللہ	ہر مصیبت خدا ہی کی طرف سے آتی ہے اور جو لوگ خدا پر
ومن یؤمن باللہ یھد قلبہ	ایمان رکھتے ہین وہ انکو دلکو ایسے مواقع پر ہمکانی پر رکھتے ہے
	نہین یہ انتشار دہوتے ہین کہ
فمن یؤمن بربہ فلا یخاف بخسًا ولا رھقا۔ (جن - ۱)	جو لوگ پروردگار پر ایمان رکھتے ہین انہین نہ کسی نقصان کا خوف رہتا ہے نہ کسی کے ظلم کا۔

ایک مقام پر یہ فرمان صادر ہوتا ہے کہ

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب، تسکین قلوب تو ذکر الٰہی سے ہوتی ہے،

ایک مقام پر تو گویا اسی ماہر نفسیات ہی کے سوال کو ٹہیک سامنے رکھکر جواب ارشاد ہوتا ہے کہ

فای فریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون ۔ الذین آمنوا و لم یلبسوا ایمانہم بظلم اولئک لہم الامن وہم مہتدون ،

(انعام - ۹)

یہ تو بتاؤ کہ دونون فریقون مین امن واطمینان سے رہنے کو زیادہ حقدار کون ہے؟ اگر عقل رکہتے ہو تو خود ہی سمجھ لوگے، جو لوگ خدا پر ایمان لائے اور اپنے ایمان مین اُنھون نے کسی ظلم کی آمیزش نہین کی، وہی لوگ امن و اطمینان خاطر کے مستحق ہین، اور وہی لوگ راہِ ہدایت پر ہین،

الذین آمنوا و کانوا یتقون لہم البشری فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ لاتبدیل لکلمت اللہ ذلک ہو الفوز العظیم (یونس - ۷)

جو لوگ صاحب ایمان و صاحب تقوی ہوتے ہین اُنکی عاقبت تو بخیر ہوتی ہے، سنت الٰہی یہ رکہی گئی ہے کہ اُنکی زندگی بھی بڑی راحت سے گذرتی ہے اور خیال کیا جائے تو یہ کتنی بڑی کامیابی ہے -

ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃً ضنکاً ونحشرہ یوم القیمۃ اعمی -

(طٰہٰ - ۷)

البتہ جن بدبختون کے قلوب ایمان و ذکر الٰہی سے خالی ہین تو قطع نظر اسکے کہ آخرت مین وہ نابینا اٹہین گے، دنیا مین بھی اُنکی زندگی ضیق ہی مین گزریگی،

اس طرح کے ایک دو نہین، بہ کثرت ارشادات موجود ہین، جنہین ایمان کی دنیوی برکات بیان کیگئی ہین اور ایمان و ذکر الٰہی کو دنیوی فلاح و بہبود، امن و اطمینان کا بہترین نسخہ بتایا گیا ہے،

چھہ سو برس ہوئے، اسی نکتہ کی تفسیر قونیہ کے زندہ جاوید عارف نے اپنے مخصوص لطیفانہ انداز مین یون کی تھی کہ امن و آسائش صرف خلوت گاہ حق مین میسر آسکتی ہے، باقی جس طرف دوڑوگے انکار اور

تردد ات ہی کا سامنا رہیگا، گوشۂ باغ کی تلاش کروگے تو وہان بھی حشرات الارض ساتھ نہ چھوڑینگے، صبر اور شانتی پیدا کرنے والی شے صرف ایمان ہے، جسکے ایمان مین جسقدر ضعف ہے اُسیقدر وہ پریشان خیالیون مین مبتلا رہیگا، ارشاد ہوتا ہے،

ہر کہ دور از رحمتِ رحمٰن بود ۔ او گدا چشم است گر سلطان بود

گر گریزی بر اُمیدِ راحتے ۔ زان طرف ہم پیشت آید راحتے

ہیچ کنجے بے دد و بے دام نیست ۔ جز بہ خلوتگاہِ حق آرام نیست

واللہ ار سوراخ موشے در روی ۔ مبتلاے گربہ چنگالے شوی

آدمی را فربہی ہست از خیال ۔ گر خیالاتش بود صاحب جمال

ور خیالاتش نماید ناخوشے ۔ می گدازد ہمچو موم از آتشے

صبر شیرین از خیال خوش شدست ۔ کان خیالاتِ فرج پیش آمدست

آن فرج آید ز ایمان در ضمیر ۔ ضعف ایمان نا امیدی و زحیر

صبر از ایمان بیابد سر کلہ ۔ حیث لاصبر فلا ایمان لہ

تیمار داردن اور غمخوارون کا کام یہ ہے کہ طبیب کے بلانے اور دوا کے تیار کرنے مین مدد دین، اور طبیب کا کام یہ ہے کہ نسخہ تجویز کر دے، باقی اسکا استعمال کرنا، یہ صرف مریض ہی کے ہاتھہ مین ہے، اسوقت ہم سب مریض ہین، دعا ہے کہ ہم سب کو اُسکے استعمال کی توفیق نصیب ہو۔

روس کا عظیم الشان قحط بدستور جاری ہے، انگریزی اخبارات و جراید مین ہر مہینہ اُسکے متعلق ہولناک و درد انگیز معلومات اس کثرت سے آتے رہتے ہین کہ اگر قلب عبرت پذیر ہو تو اُسکے لئے زندگی بھر کو کافی ہو سکتے ہین، ایک موضع کے متعلق اطلاع آئی ہے کہ وہان کے باشندون نے کتے،

بلی، اور چوہون کو مار مار کر کہانا شروع کیا، اور جب ان کا بھی ذخیرہ ختم ہوگیا تو درخِ شکم کو درختون کی پتی اور چھال سے پُر کرنے لگے، یہانتک کہ جب اُن کا بھی نشان نہ باقی رہ گیا تو خود طعمۂ اجل بننے لگے، ایک گاؤن مین پچاس گھرانون کی آبادی تھی اسمین دس نفوس یومیہ کی شرح اموات ہونے لگی، ۲۲، ۲۳ لاکھ کے قریب آبادی ترک وطن وخانمان ویران ہونے پر مجبور ہوئی ہے، ایک شہر سے دوہزار آدمی تلاش رزق مین باہر نکلے، مسلسل فاقہ کشی کا یہ نتیجہ ہوا کہ منزل تک پہنچتے پہنچتے صرف سات سو کی جماعت زندہ بچی، باقی تیرہ سو نفوس راستہ مین لقمۂ اجل ہوگئے، متعدد مواضع ایسے ہین جنکے آمد ورفت کے راستے مسلسل برفباری نے مسدود کر دیئے ہین، وہان کے باشندون کیلئے بجز اسکے چارہ نہین کہ گھٹ گھٹ کر جان دیدین، دیوانگی کا مرض عام ہوگیا ہے، شدت گرسنگی مین بیشمار مرد وزن دیوانون کی طرح ادہر اُدہر سر ٹکراتے پھرتے ہین، غرض سارا ملک اسوقت درد وعبرت کا مجسمہ بنا ہوا ہے، اور اس کیفیت کو قائم ہوئے ایک مدت ہوچکی ہے، امریکہ اور انگلستان وغیرہ کی امدادی جماعتین کام کر رہی ہین، لیکن درحقیقت اس مہیب وعظیم الشان درد کا درمان اب کسی کے بس کی بات نہین، یہ وہی سلطنت روس ہے جسکی عظمت وجبروت کا سکہ آکل تک تمام دنیا کے دل پر بیٹھا ہوا تھا، جسکے نام سے شرق تو الگ رہا، شیر انگلستان تک لرزہ اُٹھتا تھا، اور جس نے ترکون اور دوسری زبردست قومون کی پامالی مین اپنی جانب سے کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا تھا،

وکم اہلکنا قبلہم من قرنٍ ہم اشد منہم بطشا فنقبوا فی البلاد ہل من محیص۔ انّ فی ذلک لذکریٰ لمن کان لہ قلب او القی السمع وہو شہید۔	ان سے قبل ہم نے کتنی قومین ہلاک کر دی ہین اور جو زور و قوت مین ان سے بھی کہین بڑھ چڑھکر تہین اور نزول عذاب کے وقت انہون نے تمام شہرون کو چہان مارا تہا کہ کہین بھی بہاگنے کا ٹہکانا ہے؟ اور جو لوگ صاحب دل ہین یا کان لگا کر حضور قلب سے بات کو سنتے ہین انکے لئے ان واقعات مین کافی نصیحت ہے،

مقالات

خلافت عثمانیہ

اور

دنیاے اسلام ومسیحیت کا اعتراف

ترکون کے استحقاق خلافت وعدم استحقاق پر بیسیون تحریرین نظرون کے سامنے آچکی ہین، ان صفحات مین اس سے بحث نہین کہ قریشیت کی شرط خلافت کے لئے ضروری ہے یا نہین، یا بعض شرائط خلافت کے فقدان کے باوجود اگر سلطان متولی اسکا دعویٰ کرے تو اسکو تسلیم کرنا چاہیئے یا نہین، یا اگر ایک مدعی مین قریشیت کے علاوہ دیگر شرائط موجود ہین، اور دوسرے مین صرف ایک یہی نسبی امتیاز پایا جاتا ہے، تو کسکو ترجیح ہوگی، اس تحریر کا مدعا صرف یہ ہے کہ ہر قسم کے نقائص اور فقدان شرائط کے باوجود کیا دنیاے اسلام نے یا اسلامی دنیا کے اکثر حصہ نے سلاطین عثمانیہ کی امامت وخلافت کو کہان تک تسلیم کیا اور نیز ان کے حریف سلاطین یورپ اور نصاریٰ نے بھی انکی اس حیثیت کا کہانتک اعتراف کیا۔

یہ امر محتاج دلیل نہین کہ گذشتہ چار صدیون تک مسلمان اور ترک دونون مرادف الفاظ سمجھے گئے ہین، نبی عربی صلعم کا نام اس زمانہ مین "ترکون کا پیغمبر" تہا، رمضان مبارک کا نام اب بھی یورپ کی جنتریون مین "ترکی مہینہ" ہے، ان پورے چار قرنون مین اسلام کے وکیل ونمایندہ وترجمان جو کچھ کہو اسکی حیثیت صرف ٹرکی کو حاصل رہی، ٹرکی سے جنگ، اسلام سے جنگ اور ٹرکی سے

صلح اسلام سے صلح سمجھی گئی، نہ صرف مسلمانون نے بلکہ دوسری قومون نے بھی ہمیشہ یہی سمجھا، تمام کرہ ارض مین ناموس اسلام کی نگہداشت، مظلوم مسلمانون کی دادخواہی وفریادرسی، شعائر اسلام کا قیام، مملکت اسلام کی سرحدون کی حفاظت، اماکن مقدسہ کی خدمتگذاری کے تمام فرائض سلاطین عثمانیہ نے اور صرف سلاطین عثمانیہ نے انجام دیئے ہین، اور یہی خلافت وامامت کے فرائض ہین، انکے سوا اور کیا ہین، پھران لوگون نے جنھون نے اس فرض کو تمام دنیائے اسلام مین یکہ وتنہا انجام دیا، وہ امیرالمومنین اور امام المسلمین نہین ہین، یہ سچ ہے کہ ان مین کوئی عمر فاروق یا عمر ابن عبدالعزیز نہ تھا لیکن آخر ہم مین صحابہ اور تبع تابعین کون تھے؟

سُنا ہے کہ ہمارے عرب بھائیون کو سلاطین عثمانیہ کی اس پیشوائی سے انکار تھا، اسلئے ہمکو پہلے اُنہین کی طرف سے شروع کرنا ہے، جس زمانہ مین سلطان سلیم مصر وعرب کو اپنے دائرۂ اختیار مین لایا ہے، مصر کے عمال یمن کے عربون سے برسرجنگ تھے، مصر کے مملوک سلطان کی طرف سے یمن مین جو والی تھا وہ اسوقت ریگستان عرب مین شیوخ عرب سے برسرپیکار تھا، لیکن اسی معرکہ کارزار اور ہنگامۂ گیرودار مین جب، سلطان سلیم کا آوازہ اسکے کانون تک پہنچا اور اسکو معلوم ہوا کہ عراق وشام اور حجاز کے مسلمانون نے اسکا نام اپنی مسجدون مین خطبہ مین پڑہا تو سب سے پہلے اس نے لبیک کہا اور برسرعام اسکی پیشوائی کا اعلان کیا، روح الروح کا یمنی مورخ لکھتا ہے کہ جب مصری امیر سکندر کو یمن مین مصر کی مفتوحانہ شکست، اور سلطان سلیم کی فتح کا حال معلوم ہوا تو اپنی حفاظت کے لئے

فجمع الناس الی الجامع واعلمهم باستیلاء	اس نے لوگون کو جامع مسجد مین جمع کیا، اور سلطان
سلطان الاسلام سلیم خان علی مصر سلطانا	الاسلام سلیم کی فتح مصر کی اطلاع دی، اور صنعا
واستقرارہ فی ایوانها، وخطب علی منبر	(پایہ تخت یمن) کی جامع مسجد کے منبر پر خطبہ پڑہا
جامع صنعاء واستظهر بانتسابه الی	اور سلطان سلیم کی اطاعت کی طرف اپنے کو
طاعة السلطان سلیم (واقعات ۹۲۳ھ)	منسوب کرکے قوت حاصل کی،

عرب کے شیوخ اور امرا مین جس نے ترکی حکام کی دستبرد کا سب سے پُرزور مقابلہ کیا وہ امام یمن ہے، لیکن یہ سُن کر حیرت ہوگی کہ ان مین سب سے پہلے اسی نے سلاطین عثمانیہ کے دعوی کو قبول کیا، خوش قسمتی سے اسوقت ہمارے سامنے ان سرکاری مراسلات کی نقلین موجود ہین، جو اس معاملہ مین سلطان سلیمان اور فخرالدین مطہر بن شرف الدین کے مابین ہوئی تھین، یہ نادر تاریخی سرمایہ قلمی تاریخ یمن، روح الروح کے آخر مین کسی صاحب ذوق نے نقل کئے ہین، یہ نسخہ عرب کے ایک صاحب علم بزرگ حاجی عبدالکریم صاحب مرحوم (مولانا شبلی مرحوم کے ماموں) اپنے ساتھ ہندوستان لائے تھے، اور اب یہ دارالمصنفین کی ملک ہے،

سلطان سلیمان نے اپنے مراسلہ مین امام کے حسب ونسب اور سیادت وشرافت کی عزت کی ہے، اور پرتگیزون کی لڑائی مین سابق امام یمن نے عسکر سلطانی کو جو امداد دی تھی اسکا شکر یادا کیا ہے اور امام کی اطاعت وانقیاد کی تعریف کی ہے، اور لکھا ہے کہ "آپکے والد نے سب سے پہلے میری اطاعت قبول کی" اسکے جواب مین امام مطہر نے حمد ونعت کے بعد سلطان کے لئے یہ القاب لکھے ہین،

شمس سماء الخلافة وقمرها المضیئ فی اللیل	آسمان خلافت کے آفتاب اور شب [illegible] مین خلافت
البهیم ظل الله فی ارضه العظیم، حجة الله الواضحة	کے ماہ درخشان، خدا کی زمین مین خدا کا سایہ،
ودلالته الناصحة للخلق علی التعیم امین الله	اور اسکی روشن دلیل تمام خلق پر، خدا کی خلق پر
علی خلقه وخلیفته القائم بحقه ،	خدا کے امین اور اسکے خلیفہ جو اسکے حق کا ذمہ دار ہے،

اور اسکے بعد اپنی اطاعت اور خیرخواہی کا یقین دلایا ہے اور سلطان وامیر کی اطاعت کی حدیثین نقل کی ہین،

جس کتاب کے ساتھ یہ مراسلات شامل ہین اسکا نام "روح الروح بعدالمائة التاسعة من الفتوح" ہے

---

[1] نوین صدی ہجری کے واقعات ومتعلقات یمن کی تاریخ ہے، مصنف کا نام عیسیٰ بن لطف اللہ بن مطہر

بن شرف الدین ہے، اور یہ غالباً ین کے امام مذکور مطہر بن شرف الدین کا پوتا ہے، ۹۰۱ھ سے ۱۰۲۸ھ تک کے واقعات اسمین درج ہین، اس کتاب مین مصنف نے واقعات کی تقریب سے جابجا سلاطین عثمانیہ کا ذکر کیا ہے اور انکی امامت وسیادت کا علانیہ اعتراف کیا ہے، کتاب کے دیباچہ مین والی ین محمد پاشا کا ذکر ان الفاظ مین کیا ہے،

حضرة مولانا و مالک امرنا وخليفة	ہمارے آقا اور ہمارے مالک اور ہمارے زمانہ کے
خليفة عصرنا	خلیفہ کا خلیفہ (جانشین)

بیچ بیچ مین جہان جہان سلاطین عثمانیہ کا نام آیا ہے ان کے ساتھ یا توان کا قدیم سرکاری لقب سلطان الاسلام پادشاہ اسلام یا اسی قسم کے اور القاب لکھے ہین، اور وہ اس کثرت سے ہین کہ ہم ان کا استقصا نہین کر سکتے، سلطان سلیم کو لکھا ہے سلطان الاسلام والمسلمین، ۹۷۶ھ مین جب عدن فتح ہوا ہے تو وہان کے منبر پر سلطان الاسلام کا خطبہ پڑھا گیا، ۹۸۲ھ مین جب سلطان سلیم ثانی بن سلیمان اعظم نے وفات پائی اور سلطان مراد سریر آرا ہوا تو اسکا تذکرہ ان الفاظ مین کرتا ہے، "سلطان الاسلام والمسلمین، ظل اللہ علی العالمین، سلیم بن سلیمان خان نے وفات پائی اور انکی جگہ پر سلطان اعظم، بادشاہِ عرب وعجم، سلطان مراد نے جلوس فرمایا، خدا انکو خلافت مین اپنی مراد کو پہنچائے"،

نوین صدی ہجری مین بغداد کے مشہور عالم اور مفسر اور مفتی اعظم مفتی ابوالسعود بغدادی، جنکی ضخیم عربی تفسیر علمائے متاخرین کی تفسیرون مین سب سے بہتر اور علمائے احناف کے نزدیک سب سے زیادہ معتبر ہے، وہ اپنی اس مبارک تصنیف کے دیباچہ مین سلطان سلیمان کا ذکر ان الفاظ مین کرتے ہین،

من خصّة الله تعالی بخلافة الارض	جسکو اللہ تعالی نے زمین کی خلافت کے ساتھ
واصطفاه لسلطنتها فی الطول والعرض...	مخصوص کیا اور اسپر اسکے طول وعرض مین سلطنت

مالك الامامة العظمى، والسلطان الباهر	کرنے کے لیے چن لیا، امامت عظمی کا مالک اور
وارث الخلافة الكبرى كابراً عن كابر...	سلطان باجاہ، اور خلافت کبری کا اپنے سلف سے
فاصبحت منابر الربع المسكون مشرفة	وارث، جسکے مبارک نام سے ربع مسکون کے منبرون نے
بذكر اسمه الميمون، ... سلطان المشرقين	شرف پایا ہے، سلطان شرقین، اور خاقان عالم، وہ
وخاقان الخافقين، الامام المقتدر	امام جس نے خدا کی قدرت سے قدرت پائی ہے
بالقدرة الربانية، والخليفة المعتز	اور وہ خلیفہ جس نے خدا کی طاقت سے طاقت
بالعزة السبحانية المفتخر بخدمة الحرمين	حاصل کی ہے، جسکو حرمین شریفین کی خدمتگذاری اور
الشريفين وحماية المقامين الجميلين المفخمين،	مقامات مقدسہ کی نگہبانی سے فخر حاصل ہے،

سلطان سلیمان کی وفات پر مفتی موصوف نے جو پر زور اور پر درد مرثیہ لکھا ہے، اسمین اسی عقیدت کا اظہار ہے۔

اصوت صاعقة ام نفخة الصور	فالارض قد ملئت من نقر ناقور
یہ بجلی کی کڑک ہے یا نفخ صور ہے،	کہ زمین شور وغل سے پر ہے
تقطعت قطعا منه القلوب فلا	یکاد یوجد قلب غیر مکسور
اس سے دل کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہین	کوئی دل ایسا نہین جو شکستہ نہین
اجفانهم سفن مشحونة بدم	تجری ببحر من العبرات مسجور
لوگون کی آنکھین خون سے بھری کشتیان ہین	جو آنسوؤن کے پرجوش سمندر مین تیر رہی ہین
ام ذاك نعی سلیمان الزمان ومن	مضت اوامره فی کل مأمور
یا یہ سلیمان زمانہ اور اسکی موت کی خبر ہے	جسکا حکم ہر عالم پر جاری تھا

مدار سلطنة الدنیا و مرکزھا خلیفة اللہ فی الآفاق مذکورہا

دنیا کی سلطنت کا مدار اور مرکز، خدا کا خلیفہ جسکا نام تمام ملکون مین لیاجاتا تھا

اسکے بعد مفتی صاحب نے سلطان کے دلیعہد سلطان سلیم کو جانشینی کی تہنیت دی ہے،

سمیدع ماجد زادت مہابتہ تخت الخلافة فی عز و منصور

دانشمند بزرگ جسکی ہیبت نے تخت خلافت کی عزت و فتحمندی کو بڑہادیا ہے

ان علماے اعلام مین سے جنکی پیدائش کا فخر گو ہندوستان کی خاک کو حاصل ہے، لیکن انکی تعلیم و تربیت اور درس و افتا کا نخل کمال ارض حرم مین بارآور ہوا ہے، ایک شیخ محمد بن عمر آصفی گجراتی مشہور بہ حاجی دبیر مکی ہین، جنہون نے عربی زبان مین سلاطین گجرات کی تاریخ "ظفر الوالہ بمظفر و آلہ" لکھی ہے، اور جسکو گورنمنٹ آف انڈیا نے سنہ ۱۹۱۰ء مین اپنے صرف سے لندن مین چھپوا کر شایع کیا ہے، حاجی دبیر مکی سلطان سلیمان کے زمانہ مین موجود تھے، سنہ ۹۴۶ھ کے بعد تک کے واقعات انھون نے لکھے ہین، اسی کتاب مین سلطان ممدوح کے ذکر مین حاجی صاحب لکھتے ہین،

... سلطان الروم و کان فی وقتہ سلطان الاسلام علی الاطلاق والخلیفة للہ فی سائر الآفاق و ھو سلیمان خان بن سلیم خان (صفحہ ۳۶)

سلطان روم اور وہ اس زمانہ مین اسلام کا بادشاہ علی الاطلاق اور تمام دنیا مین خلیفة اللہ تھا اور وہ سلیمان خان بن سلیم خان تھا۔

انہی علما مین جو گو ہندی نژاد ہین لیکن دنیا انکو خاک حرم کا فرزند جانتی ہے کہ انکی تمام تعلیم و تربیت مکہ معظمہ مین اور انکی تمام عمر اسی ارض مقدس مین درس و افتا مین گذری ہے، علامہ قطب الدین نہروالی[1] مکی ہین، سلاطین گجرات کی طرف سے مکہ معظمہ مین جو مدرسہ تھا، یہ اسکے مہتمم و مدرس اول تھے سلطنت گجرات کی تباہی کے بعد سلطان سلیمان نے ائمہ اربعہ کے نام سے چار مدرسے مکہ معظمہ

[1] نہروالہ گجرات کا مشہور مقام ہے،

مین قائم کئے، ان مین سے مدرسہ حنفیہ علامۂ نہروالی کے سپرد کیا، اسوقت سے سلطان مراد کے زمانہ تک علامہ موصوف اس مدرسہ کی تولیت و تدریس کے عہدہ پر ممتاز رہے، انکی متعدد تصانیف مین سے ایک مکہ معظمہ کی تاریخ ہے جسکا نام "الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام[1]" ہے، اسمین جابجا سلاطین عثمانیہ کے نام آتے ہین اور ہر جگہ علامۂ ممدوح نے انکی اس حیثیت کو نمایان کیا ہے، چنانچہ مقدمۂ کتاب مین ایک عمارت کی تقریب سے جہان سلطان مراد کا ذکر کیا ہے لکہا ہے،

... خداوندگار العالم و سلطانہ و امیر المومنین الذی جلس علی کرسی الخلافة .. جعل اللہ السلطنة والخلافة کلمة باقیة فیہ و فی عقبہ (صفحہ ۴)

خداوندگار عالم اور سلطان جہان اور وہ امیر المومنین جس نے تخت خلافت پر جلوس کیا، خدا اس سلطنت اور خلافت کو اسمین اور اسکی اولاد مین ہمیشہ قائم رکہے

حرم محترم کی عمارتون کی تجدید و تعمیر کا کام سلطان سلیم بن سلیمان کے زمانہ سے شروع ہوکر سلطان مراد کے زمانہ مین ختم ہوا، تعمیر کی تکمیل کے بعد اسپر عربی مین ایک بڑا کتبہ لکھا گیا ہے، جو باب عباس سے لیکر باب علی تک منقوش ہے، اس کتبہ کی حسب ذیل عبارتین قابل غور ہین،

... عبد اللہ المعتاد باحکام الاحکام الشریفة و تشیید ارکانہا علی وجہ المراد ... السلطان المراد جعل اللہ الخلافة فیہ و فی اعقابہ الی یوم التناد، ... اللھم ادمہ فی سریر الخلافة محروسًا بحفظک من کل آفة، ... واثبت خلافتہم فی مسند الخلافة الی آخر الزمان ... واجلس اللہ علی سریر الخلافة نجلہ النجیب

خدا کا وہ بندہ جو احکام شریعت کے استحکام کا عادی ہے، یعنی سلطان مراد، خدا تعالی خلافت کو اسمین اور اسکی اولاد مین قیامت تک باقی رکہے .... اے اللہ! تخت خلافت پر اسکو ہمیشہ قائم رکہہ اور ہر آفت سے اسکو محفوظ رکہہ اور اسکے جانشینون کو مسند خلافت پر تاقیامت مضبوط رکہہ .... اسکے بعد خدا نے اسکے فرزند شریف کو خلافت کے تخت پر بٹھایا۔

[1] الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام صفحہ ۲۷۹، برحاشیہ تاریخ بلد اللہ الحرام مفتی دحلان، طبع مطبع خیریہ مصر،

سنان پاشا نے جب دوبارہ یمن فتح کیا تو علامہ نہروالی نے حسب ذیل قصیدہ فتحیہ لکھا:

عساکر سلطان الزمان ملیکنا — خلیفۃ ھذا العصر فی البر والبحر

سلطان زمان ہمارے بادشاہ اور اس زمانہ کے خلیفۂ بر و بحر کی یہ فوجین ہین

لہ فی سریر الملک اصل موثل — تلقاہ عن اسلافہ السادۃ الغر

تخت حکومت مین اسکے لیے مستحکم جڑین ہین، جسکو اس نے اپنے بزرگ و مشہور اسلاف سے وراثت مین پایا ہے

ملوک تساموا للعلی وخلائف — اولوا العزم فی ازمانہم واولوا الامر

اسکے یہ اسلاف کچھ بادشاہ تھے جو بلندی پر چڑھے اور کچھ اپنے اپنے زمانہ کے اولوالعزم اور اولوالامر خلفا تھے

عماد یلوذ المسلمون بظلہ — وسد منیع للانام من الکفر

یہ ستون ہے جسکے سایہ مین مسلمان پناہ گزین ہین اور لوگون کو کفر کے حملون سے روکنے کے لئے ایک مضبوط دیوار ہے[1]

علاوہ ازین اس کتاب مین علامہ قطبی نے اور مختلف مقامات مین اس قسم کے اظہارات کئے ہین

مکہ معظمہ کے مشہور شیخ و مدرس و مفتی، شیخ دحلان محدث ہین جنکی وفات کو تقریباً پچیس تیس برس کا زمانہ گذرا ہوگا، وہ اپنے زمانہ کے اکثر بلاد اسلامیہ کے محدثین کے شیخ اور سند تھے، ہندوستان کے بھی کثیر علما نے ان سے حدیث کی سند لی ہے، فتوحات اسلامیہ انکی بہترین تصنیف ہے، اس کتاب مین انہون نے علانیہ سلاطین عثمانیہ کی خلافت کو تسلیم کیا ہے، اور جا بجا خلیفہ کے نام سے انکو یاد کیا ہے، یہ کتاب چھپ گئی ہے اور ہر شخص دیکھ سکتا ہے،

مصر کے قاضی القضاۃ سید عبد اللہ جمال الدین نے السیاسۃ الشرعیہ کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی ہے اور جزیرۂ روڈس کے نقیب الاشراف شیخ عبد اللہ نے اسکو شایع کیا ہے، مصر مین چھپی ہے اور ملتی ہے، قاضی صاحب نے اسمین دو مقامات پر خلافت عثمانیہ کا ذکر کیا ہے، ایک جگہ لکھتے ہین،

[1] الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام صفحہ ۲۴۸

بحدیث الشریف "الخلافۃ من بعدی ثلاثون" یشیر الی ان خلافۃ ساداتنا الخلفاء الراشدین کانت علی وجہ الکمال ویجوز اطلاق الخلافۃ علی غیرہم من ائمۃ المسلمین لان ریاستہم العامۃ بطریق الخلافۃ عن الرسول صلعم کخلافۃ السلاطین العثمانیین نور اللہ مرقدہم (صفحہ ۶۱)

یہ حدیث کہ "خلافت میرے بعد تیس برس رہیگی" اسکا یہ مطلب ہے کہ حضرات خلفاے راشدین کی خلافت کامل تھی، اور خلافت کا اطلاق خلفاے راشدین کے علاوہ اور دوسرے ائمۂ اسلام پر بھی جائز ہے، اسلئے کہ انکی عمومی ریاست آنحضرت صلعم کی جانشینی ہی کے طریق پر ہے، جیسے سلاطین عثمانیہ کی خلافت، خدا انکی قبرون کو روشن رکھے،

ایک اور مقام پر قاضی صاحب لکھتے ہین،

والخلافۃ التی لہا حق الریاسۃ وعلیہا واجب الاجتہاد للحصول علی ہذا المقصد الجلیل ہی الخلافۃ العثمانیۃ التی لدیہا استعداد لذلک واقتدار علیہ (۲۰۸)

وہ خلافت جسکو ریاست کا حق ہے اور جس پر اس عظیم الشان مقصد کے حاصل کرنے کے لئے کوشش فرض ہے، وہ خلافت عثمانیہ ہی ہے، جسمین اسکی صلاحیت ہے اور جسکو اسپر قدرت ہے

علامۂ دحلان مکی نے فتوحات اسلامیہ مین لکھا ہے کہ مختلف وجوہ ترجیح اور فضائل کے لحاظ سے خلافت راشدہ کے بعد دولت عثمانیہ سے بڑھکر کوئی سلطنت، عدل و انصاف اور حمایت سنت اور شعائر اسلامیہ کی اقامت مین مقابلہ نہین کرسکتی، علامہ قطبی نہروالی نے بھی حمایت سنت کی فضیلت کا جا بجا اعتراف کیا ہے، امام طحطاوی نے جو متاخرین فقہاے حنفیہ مین ہین، اور درمختار کے محشی ہین، انھون نے ایک خاص رسالہ اس باب مین لکھا ہے کہ "دولت عثمانیہ ان شاء اللہ ہمیشہ دنیا مین قائم رہیگی، اسلئے کہ یہ دولت علیہ، ملت محمدیہ کی تائید کی کوشش مین کوئی کمی نہین کرتی ہے اور بہت سے اہل کشف نے امام مہدی کے خروج تک اسکے دوام کی پیشنگوئی کی ہے اور مین خدا سے دعا

مانگتا ہون کہ وہ اس دولت علیہ عثمانیہ کو قیامت تک قائم رکھے[1]،

ان فقرون سے اندازہ ہوگا کہ علماے اکابر کی نظر مین اس دولت عثمانیہ کی کیا عزت وتکریم تھی جن علما کی تحریرون کے اقتباسات اوپر پیش کیے گئے ہین، ان مین ہندی بھی ہین، عراقی بھی ہین، مصری بھی ہین، یمنی بھی، حجازی بھی ہین، شامی بھی، اس سے جو کچھ تم اندازہ کرسکتے ہو اسکو مین خود اپنے قلم سے لکھکر اسکی تحدید کرنا نہین چاہتا،

علما کے بعد امرا، سلاطین اور عام مسلمانون کا درجہ ہے، سنی "دنیاے اسلام" جن ملکون سے عبارت ہے، ان مین سے مشرق مین ہندوستان، افغانستان وترکستان اور مغرب مین مراکش ایسے دو تین ملک تھے جن پر دولت عثمانیہ کی براہ راست حکومت نہ تھی، ان کے علاوہ ایشیا، افریقہ اور یورپ کے جسقدر حصے دنیاے اسلام کے نقشہ مین داخل ہین، یہ تمام تر دولت عثمانیہ کے زیرنگین تھے مثلاً عرب، عراق، شام، مصر، طرابلس، الجزائر، تونس، کردستان، قفقاز، بلاد روم اور یورپ مین ترکی یورپین روس، شمالی وجنوبی افریقہ وغیرہ ان مین سے ہرجگہ کی مسجدین خادم الحرمین الشریفین کے نام گرامی سے گونج رہی تہین اور ابتک گونج رہی ہین،

ہندوستان کے متعلق ایک مستقل مضمون انہین صفحات مین نکل چکا ہے، جسمین دکھایا گیا ہے کہ شیر شاہ، شاہان تیموری، سلاطین گجرات وسندھ وامراے میسور، دکن، بھوپال وغیرہ خلافت عثمانیہ کے کہانتک معترف تھے، یہان انکو دہرانا بیکار ہے۔

سلطان سلیمان کے عہد مین بلوچستان کے علاقہ پر ملک جلال الدین بن ملک دینار حکمران تھا سید علی امیرالبحر جب پرتگالیون کی جنگ مین اتفاق سے اپنے شکستہ بیڑہ کے ساتھ بلوچستان کے ساحل پر پہنچگیا تو اس مقام کے حاکم نے ترکی امیرالبحر کے جہاز پر آکر سلطان کے عقیدتمندی اور

[1] نشوۃ الشمول فی السفر الی استنبول علامہ آلوسی زادہ، صفحہ ۷۸، مطبوعہ بغداد،

اظہار کیا، اور وعدہ کیا کہ اگر آیندہ کبھی سلطانی بیڑہ ادہر آئیگا تو سامان رسد کی پچاس ساٹھ کشتیان نذر کرنے کے علاوہ، وہ ہر قسم کی امداد کے لئے آمادہ رہیگا[1]۔

تیموریون کی کمزوری کے بعد جب افغانستان آزاد ہوا، اور اُدہر ایران کی صفوی سلطنت کا چراغ گل ہورہا تہا تو اس نے فوراً اس موقع سے فائدہ اُٹھانا چاہا اور شاہ اشرف ابدالی نے طہماسپ صفوی کو شکست دیکر ایران پر قبضہ کرلیا، چونکہ یہ سلطنت بالکل نئی پیدا ہوئی تھی، اور ادہر قفقاز سے روس آگے بڑہتا چلا آتا تہا، اور سلطنت عثمانیہ اسکی روک تہام مین مصروف تھی، آخر روس اور ٹرکی نے باہم یہ مصالحت کی کہ شاہ اشرف خان کو ہٹا دیا جائے اور طہماسپ کو پھر تخت نشین کیا جائے، اشرف نے قسطنطنیہ اپنا سفیر بہیجا اور لکہا کہ "ایک مسلمان بادشاہ کے خلاف ایک عیسائی بادشاہ سے مصالحت کیونکر جائز ہے"، چنانچہ ترک علمانے بھی اسکی تائید کی، لیکن وزرانے یہ عذر پیش کیا کہ "سلطان امیرالمومنین اور خلیفۃ الرسول ہین، جو بادشاہ انکا مطیع نہو اور انکے نام کا خطبہ نہ پڑہتا ہو اور انکو خراج نہ دیتا ہو وہ دین کا دشمن ہے، اور اس سے جہاد کرنا نصارٰی کے ساتھ جہاد کرنے سے افضل ہے"۔ اس دلیل کو سُن کر علما بھی دم بخود ہوگئے، بہرحال نتیجہ فوج کشی تک پہنچا، اور آخر اسپر صلح ہوگئی کہ سلطان، اشرف خان کو ایران کا بادشاہ تسلیم کرلین اور شاہ اشرف انکو اپنے دل سے خلیفہ تسلیم کریگا[2]،

مسلمانان ملک روس کا تذکرہ بیسود ہے کہ ایک روسی مسلمان مورخ کے بیان کے مطابق وہان ایک مسلمان کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ وہ خلافت عثمانیہ کی طرف ہمدردی کی نظر رکہتا ہے اور اسکے لئے جاسوس مقرر ہین،

مراکش کے متعلق بیشک یہ معلوم ہے کہ جبتک اسمین طاقت رہی اُس نے خلافت عثمانیہ کو

[1] سفرنامہ سید علی امیرالبحر صفحہ ۲۳، [2] تاریخ الافغان سید جمال الدین افغانی صفحہ ۶۱، مصر،

تسلیم نہین کیا کیونکہ اُسکو اپنی سیادت، اشرف نسب، اور قریشیت کا دعویٰ تہا اور رفتہ رفتہ اُنکی ... مگر اب یہ سب سوانع اُٹھ گئے ہین،

سُنّی دنیاے اسلام سے باہر، ایران مین شیعی بہائیون سے ہماری ملاقات ہوتی ہے، یقیناً انکو اس مسئلہ سے تعلق نہین، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ سُنّی مسلمانون کے حق مین سلطنت عثمانیہ کے اس دعوی کو ہمارے شیعی بہائی قبول کرتے تھے یا نہین؟ اور انکو سنی دنیاے اسلام کا وکیل و لسان الحال یقین کرتے تھے، یا نہین، ایران مین صفویون اور عرب مین عثمانیون کا ظہور تقریباً آگے پیچھے ایک ہی عہد مین ہوا ہے، اور کبھی کبھی ان دونون سلطنتون مین مذہبی تعصب اور سیاسی نزاع کے باعث افسوسناک خونریزیان بھی ہوئی ہین، تاہم کبھی کبھی ان مین دوستانہ مراسلات جاری رہے ہین جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے شیعی بھائی کہانتک سلاطین عثمانیہ کے اس دعوی کو تسلیم کرتے تھے، ایران کے مشہور منشی مرزا طاہر وحید جو ایران کے شاہی میر منشی تھے، اُن کے منشآت چھپ گئے ہین ان مین بعض سرکاری مراسلات موجود ہین، فیاض القوانین جسکا اس سے پہلے بھی حوالہ دیا جاچکا ہے، اسمین بھی اس قسم کے مراسلات درج ہین، ان مراسلات پر ایک نظر ڈالنے سے یہ راز منکشف ہوجاتا ہے کہ شاہان صفوی تک سلاطین عثمانیہ کے اس دعوی کو تسلیم کرتے تھے،

نامۂ شاہ عباس صفوی بنام سلطان مراد بن سلیم

آداب والقاب تین صفحون ہین، منجملہ انکے یہ سطرین ہین:-

منظور انظار عنایت حضرت پروردگار، مروّج دین متین حضرت مختار... واز کارخانۂ توتی الملک من تشاء تاج موفور الابتہاج انا جعلناک خلیفۃ فی الارض برفرق آن خداوند کارجہان نہادہ...	اللہ تعالی نے جسکو نگاہ عنایت سے دیکھا، رسول مختار کے دین متین کو رواج دینے والا، اور جسکے سر پر توتی الملک من تشاء کے کارخانہ سے "ہم نے تجھکو زمین مین خلیفہ بنایا" کا مسرت بخش تاج رکھا گیا، عدل و احسان کا

ناصب رایات العدل والاحسان، باسط الامن والامان، ظل اللہ فی الارضین، قہرمان الماء والطین، سلطان البرین والبحرین، حافظ المشرقین والمغربین، خادم الحرمین الشریفین،	علم برپا کرنے والا، امن و امان کو پھیلانے والا، زمین مین خدا کا سایہ، آب وخاک (بر و بحر) کا بادشاہ سلطان البرین والبحرین، حافظ المشرقین والمغربین، خادم الحرمین الشریفین،

نقل سواد نامۂ شاہ ایران بخوندکار روم سلطان سلیمان بن سلیم

سلطان الغزاۃ والمجاہدین مرصص قواعد الملک والدین، حامی حوزۃ الاسلام وکہف المسلمین... ملاذ اعاظم السلاطین کفیل مصالح الاسلام والمسلمین، ناصب اعلام الفتح والظفر، حارس مبانی الاسلام عن شوائب الخوف والخطر... سلطان البرین وخاقان البحرین، خادم الحرمین الشریفین،... عونا لقاطبۃ الاسلام والمسلمین، سلطان سلیمان شاہ بن سلطان سلیم خان لازالت عتبتہ العلیہ بین الکفر والاسلام حداً وسد تہا السنیۃ لکافۃ جمہور المسلمین سدًا۔	غازیون اور مجاہدون کا سلطان، ملک و دین کی بنیادون کا بانی، دائرہ اسلام کا حامی، مسلمانون کا ماوٰی و ملجا، بڑے بڑے بادشاہون کا امن، اسلام اور مسلمانون کے مصالح کا ذمہ دار، فتح وظفر کے علم کا کھڑا کرنیوالا، اسلام کی عمارت کو خوف وخطر سے بچانے والا، سلطان البرین وخاقان البحرین، خادم الحرمین الشریفین،... اسلام اور تمام مسلمانون کا مددگار سلطان سلیمان شاہ بن سلطان سلیم خان، اُسکا آستانہ بلند ہمیشہ کفر و اسلام کی حد ہو اور اسکی بارگاہ عالی جمہور اسلام کی حمایت کی دیوار ہو،

نقل سواد شاہ طہماسپ بسلطان محمد

حافظ ثغور المسلمین، رافع الویتہ الاسلام بالفتح المبین، قاتل الکفرۃ والمشرکین، قامع الظلمۃ والمفسدین... حامی حوزۃ المسلمین من غلبۃ المشرکین، سلطان الغزاۃ والمجاہدین، قاتل الکفار والمعاندین، قامع شعار الشرک	مسلمانون کی سرحدون کا محافظ، اسلام کے علم کو فتح و ظفر کے ساتھ بلند کرنے والا، کافرون اور مشرکون کو قتل کرنے والا، ظالمون اور مفسدون کی بیخ کنی کرنے والا، کفر کے غلبہ سے مسلمانون کے ملک کو بچانے والا، شرک کے رسوم کو تمام روی زمین سے

عن اقطار الارضین، ماحی آثار الکفر عن العالمین ۔۔۔	مٹانے والا، اور کفر کے علامات کو تمام دنیا سے محو
مفیض ذوارف العوارف علی قاطبۃ اہل الاسلام	کرنے والا ۔۔ جمہور اہل اسلام پر احسانات کا سیلاب
والایمان، سلطان البرین وخاقان البحرین، سمی	بہانے والا، سلطان البرین وقہرمان البحرین، پیغمبر انس وجان کا
نبی الثقلین، خادم الحرمین الشریفین، موید السلطنۃ	ہمنام (محمد) خادم الحرمین الشریفین، سلطنت، خلافت
والخلافۃ والعظمۃ ۔۔۔	اور عظمت سے اسکی تائید کیگئی،

بسلطان محمد

۔۔۔ حارس ثغور المسلمین، حاوی حوزۃ الاسلام،	مسلمانون کی سرحدون کا محافظ، دائرہ اسلام کا
ماحی آثار الکفر والظلام ۔۔۔۔	محیط، کفر اور تاریکی کا مٹانے والا،
گر شد آخر معابد اصنام — از تو ہرجا مساجد اسلام	تیری ذات سے ہرجگہ — بتخانے خدا کے گھر ہوگئے
سلطان البرین وخاقان البحرین، سمی نبی الثقلین،	سلطان البرین وخاقان البحرین، نبی انس وجان کا ہمنام
خادم الحرمین الشریفین،	خادم الحرمین الشریفین،

دیگر

موسس مبانی السلطنۃ العظمیٰ مرصص قواعد الخلافۃ	سلطنت عظمیٰ کی عمارت کا بانی، خلافت کبری کی بنیادون
الکبری، حارس حوزۃ الاسلام والدین حافظ ثغور المسلمین	کا مستحکم کرنے والا، اسلام اور دین کا محافظ، مسلمانون کی سرحدون کا
قاتل الکفرۃ والمشرکین،	نگران، کافرون اور مشرکون کا قتل کرنے والا،

اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز، سلطنت صفویہ کی بربادی کے بعد کا واقعہ ہے، نادر شاہ نے جب ملک ایران کو افغانون سے پاک کیا تو تمام ایران نے اس سے درخواست کی کہ وہ اب تاج خسروی اپنے سرپر رکھے، اُس نے بہت ہی لیت ولعل کے بعد جس شرط کے ساتھ انکی اس درخواست کو قبول کیا اور وہ آج بھی ہمارے شیعی بھائیون کے سُننے کے لائق ہے، اس نے ایران کے اعیان و

اکابر کا ایک دربار کیا، اور ان کے سامنے ایک تقریر کی، جمین اس نے کہا کہ "آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد چار خلفاے راشدین ہوئے، جنکی خلافت پر تمام ہند و روم و ترکستان متفق ہے، ایران مین بھی پہلے یہی مذہب تہا، لیکن شاہ اسمعیل صفوی نے ابتدا مین مصلحت ملکی کے باعث اس مذہب کو چھوڑکر یہ مذہب اختیار کیا، اور عوام مین سب وشتم صحابہ نے رواج پایا، اگر اہل ایران میری بادشاہی کے خواہان ہین تو انکو چاہیئے کہ اس مسلک کو چھوڑ دین، اور چونکہ فقہ کے فروع مین امام محمد جعفر بھی امام مجتہد تھے، اسلئے فروع فقہیہ مین فقہ جعفری کی تقلید کرین" سب نے اسکو تسلیم کیا اور ایک محضر لکھکر نادر شاہ کے ہاتھ مین دیا، نادر شاہ نے اسکے بعد جو تقریر کی وہ آج بھی ہر سُنّی اور شیعی کے لئے آئینہ عبرت ہے، اس نے کہا کہ "چونکہ بادشاہ روم، خادم حرمین شریفین ہین، اور ہمارے ساتھ دوستی رکھتے ہین اور اب یہ معاہدہ جو تم نے کیا ہے ہمکو چاہیئے کہ بادشاہ والاجاہ رُوم کو ایلچی بھیجکر پانچ باتون پر اُنسے صلح کرلیں تاکہ امت محمدیہ کے درمیان سے یہ اختلاف و نزاع دور ہوجاے اور اُسکے بعد سے ایران و روم مین کوئی مخالفت باقی نہ رہے"۔

وہ پانچ باتین جنپر نادر شاہ نے سُنّی دنیاے اسلام سے صلح کرنا چاہی، حسب ذیل تہین، مذہب[1] جعفری کو مذاہب اربعہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کی طرح ایک پانچوان مذہب مانا جائے، مکہ[2] معظمہ مین چار مصلاؤن کی طرح پانچوان مصلا جعفری مذہب کا قائم کیا جائے، ہر[3] سال ایران سے ایک امیر الحاج مقرر ہو، جسکا اعزاز دولت عثمانیہ اسی طرح کرے جسطرح مصر و شام کے امراے حج کا ہوتا ہے، دونون[4] سلطنتین ایک دوسرے کے قیدیون کو آزاد کردین، آیندہ انکی بیع و فروخت جائز نہو، اور آیندہ دونون سلطنتون کے سفیر[5] ایک دوسرے کے پایہ تخت مین ہون،

دیکھو! ایران سُنّی دنیاے اسلام سے صلح چاہتا ہے، مگر اس صلح کا پیغام کسکو بھیجتا ہے اور تمام سلاطین اسلام مین سُنّی دنیاے اسلام کا وکیل و سفیر وہ کسکو جانتا ہے؟

(باقی)

؎ تاریخ نادری، مصنفہ محمد مہدی استرابادی، صفحہ ۱۳۰ بمبئی،

اشرف علیخان فغان

از مولانا عبد السلام ندوی

اسوقت اردو شاعری کے مجددین و مصلحین مین جن بزرگون کو لوگون نے بھلا دیا ہے، ان مین اشرف علیخان فغان سب سے زیادہ بدقسمت ہین، سراج الدین علیخان آرزو نے اگرچہ اردو مین کوئی مستقل دیوان نہین لکھا تاہم فارسی زبان کی تصنیفات نے ان کے نام کو آج تک روشن رکھا ہے مرزا مظہر جانجانان کا اردو کلام اگرچہ کسی مجموعہ کی صورت مین ہمارے سامنے موجود نہین ہے تاہم تصوف وعرفان کی شہرت نے آج تک ان کے نام کو زندہ رکھا ہے، اور ہمارے تذکرہ نویس شاعرانہ حیثیت سے ان کا ذکر ان الفاظ مین کرتے ہین،

اول کسیکہ طرز ایہام گوئی ترک نمودہ ... ریختہ را در زبان اردوے معلی شاہجہان آباد

گراکمال پسند خاطر عوام وخواص وقت گردیدہ مروج ساختہ زبدۃ العارفین قدوۃ الواصلین

واقف رموز جناب اکبر کاشف کنوز طریقہ پیغمبر مرزا جانجانان المتخلص بمظہر ودیت ... عفت

علوی نسب (تذکرہ قدرت)

لیکن اشرف علیخان فغان باوجودیکہ صاحب دیوان ہین انکو اس سے زیادہ کوئی نہین جانتا کہ احمد شاہ بادشاہ کے کوکہ تھے، اور طبیعت نہایت بذلہ سنج پائی تھی، اسلئے ظریف الملک کوکہ خان کا خطاب پایا تھا، میر صاحب نے اپنے تذکرہ نکات الشعراء مین ان کے بعض لطائف کا ذکر بھی کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہین:-

درین ایام طبع او مائل لطیفہ بسیار است، چنانچہ ناگرمل ساکر دیوان تن دو خیل بادشاہیت کہ گی کی منڈی کا ساہو کہتند، ہر کہ دیدہ و دیدہ باشد وفہمیدہ باشد، و حکیم معصوم را در دربار معلی گاو گوانی نام کردہ، ہر کہ حکیم صاحب را بیند داند۔

مولوی محمد حسین آزاد نے بھی آب حیات مین انکی اس خصوصیت کو نمایان کیا ہے، لیکن وہ سید انشاکی طرح صرف ظریف و بذلہ سنج ہی نہ تھے، بلکہ شاعرانہ حیثیت سے میر اور سودا کے ہم پلہ و ہم مرتبہ تھے آب حیات مین لکھا ہے کہ مرزا ان کے اکثر اشعار مزے لے لیکر پڑھا کرتے تھے اور بہت تعریف کیا کرتے مرزا کا خود یہی انداز تھا کیونکہ ان کے کلام مین بھی ہندی کے محاورے نے فارسیت کے ساتھ لطف سے پختگی پائی ہے، اور ہر خیال کو لطافت اور چوچلے کے ساتھ ادا کرتے ہین،

مرزا کو فغان کے کلام سے جو شیفتگی تھی اسکا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ان کے بعض اشعار کو مرزا نے اپنی غزل مین قطعہ کیا ہے مثلاً فغان کا شعر ہے،

شکوہ تو یون کرے ہے مرے اشک سرخ سے
کیا آستین تری مرے لوہو سے بھر گئی

جسکو سودا نے ایک غزل مین اسطرح قطعہ کیا ہے.

بیرے لہو سے ہے مری دیوار گھر کی سرخ
میری ہی موج خون میرے پیرون در گئی

شکوہ تو یون کرے ہے مرے اشک سرخ کا
تیری کب آستین میرے لہو سے بھر گئی

فغان کا ایک قطعہ ہے.

سونا شب فراق مین آرام سے فغان
یہ تو کسی کی چشم سے ابتک نہ ہو سکا

تو نے جو رات خواب مین دیکھا تھا یار کو
کیونکر پڑی تھی نیند تجھے کیونکہ سو سکا

سودا نے بھی اسی زمین مین ایک نہایت ہی خوب قطعہ کہا ہے،

وہ تھا عشق مین شیرین سے کوہکن
بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا

کس منھ سے پھر تو آپ کو کہتا ہی عشقباز　　اے رُوسیاہ تجھسے تو یہ بھی نہ ہو سکا

فغاں کے ساتھ میر صاحب کے نہایت گہرے تعلقات تھے، چنانچہ نکات الشعرا مین لکھا ہی،

"بندہ بخدمت او بسیار مربوطم"

اور انکی شاعرانہ قابلیت کا خاص طور پر اعتراف کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہین،

بسیار جوان قابل و ہنگامہ آرا، شعر ریختہ را بخوبی میگوید، گاہی فکر غزل فارسی ہم می کند،

اور مولوی محمد حسین آزاد نے بھی انکی شاعرانہ ذہانت و طباعی کی داد دی ہے، لیکن با این ہمہ وہ آج عام طور پر گمنام ہین، اور میر سودا، اور خواجہ میر درد کے ساتھ کوئی شخص ان کا نام بھی نہین لیتا، اس گمنامی کا پہلا سبب تو یہ ہے کہ اردو شاعری کی تجدید و اصلاح کے زمانہ مین شاعری کا اصلی مرکز دلی تھا، اور میر، سودا، اور خواجہ میر درد کی شاعری نے سب سے پہلے یہین نشو و نما پاکر تمام ہندوستان مین غلغلہ اندازی کی، دلی کے تباہ ہونے کے بعد لکھنؤ شاعری کا اکھاڑا قرار پایا، اور میر و سودا نے دلی سے نکل کر اس اکھاڑے مین بھی اپنی پہلوانی کے کرتب دکھائے، لیکن اشرف علیخان فغاں کو بدقسمتی سے ان دونون مقامات مین اپنی شاعرانہ طباعی کے جوہر دکھانے کا موقع بہت کم ملا، چنانچہ دلی کے تباہ ہونے کے بعد سب سے پہلے وہ اپنے چچا ایرج خان کے یہان مرشد آباد مین گئے اور وہان سے علاقہ اودھ مین پہنچے، اودھ مین نواب شجاع الدولہ نے اگرچہ بہت کچھ انکی قدر و منزلت کی، تاہم انکی نازک مزاجی سے بنھ نہ سکی اور وہ وہان سے ناراض ہوکر عظیم آباد چلے گئے، اور وہان راجہ شتاب راے کی سرکار مین اختیار و اقتدار حاصل کیا، اور اخیر عمر تک وہین زندگی بسر کردی، اسوقت مرشد آباد اور عظیم آباد بھی اگرچہ شاعری کا ایک مرکز ہو گئے تھے، تاہم شہرت کے جو اسباب لکھنؤ مین جمع ہو گئے تھے، وہ ان مقامات مین کہان میسر آسکتے تھے اسلئے قدرتی طور پر شہرت کے جو سامان میر وغیرہ کو حاصل ہوئے اس سے اشرف علیخان فغاں محروم رہ گئے،

گمنامی کا دوسرا بڑا سبب یہ ہوا کہ میر، سودا، اور خواجہ میر درد کا دیوان آج عام طور پر بازارون مین ملتا ہے، لیکن اشرف علیخان فغاں کے دیوان سے عوام تو عوام خواص بھی ناآشنا ہین، مولوی محمد حسین آزاد نے آب حیات مین لکھا ہے کہ

ان کے حسن دیوان سے میری آنکھین روشن ہوئین وہ میرے استاد ظاہر و باطن شیخ ابراہیم ذوق کے لڑکپن کا لکھا ہوا تھا، اگرچہ فغاں کی زبان اسی زمانہ کی زبان ہے مگر فن شاعری کے اعتبار سے نہایت با اصول اور برجستہ ہے، اور الفاظ کی بندش انکی مشق سخن پر گواہی دیتی ہے، مقدار مین دیوان درد سے کچھ بڑا تھا، مگر فقط غزلون کا دیوان تھا۔

لیکن خوش قسمتی سے اس دیوان کا ایک قلمی نسخہ ہمارے ہاتھ آگیا ہے جو دیوان درد سے بہت بڑا ہے، یہ نسخہ ایک انگریز، کرامت جنگ جیمس ولیم، کلکٹر گورکھپور نے اپنے کسی اہلکار کو تحفۃً دیا تھا، اور اب یہ دلیسنہ لائبریری (بہار) کی ملک ہے، اسمین غزلون کے علاوہ شروع مین دو قصیدے ہین جو جناب امیر اور حضرت امام علی موسیٰ رضا کی منقبت مین لکھے گئے ہین، اخیر مین چند رباعیان اور متفرق اشعار ہین، دو مخمس، چند ہجوین، اور بعض قطعات ہین، نسخہ نہایت خوشخط ہی اور اخیر مین لکھا ہے،

ہذا　　انتخاب دیوان مرزا اشرف علیخان المتخلص بہ فغاں،

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی صاحب ذوق نے انکے کلام کا انتخاب کرکے یہ نسخہ لکھوایا ہے ورنہ اصل دیوان اس سے بڑا ہوگا، اسکے ساتھ فارسی دیوان کا انتخاب بھی ہے جسکی زبان نہایت سادہ، صاف اور سلیس ہے، فارسی غزلین اکثر چھوٹی چھوٹی بحرون مین لکھی ہین، اسلئے خیالات نہایت سادگی کے ساتھ ادا ہوئے ہین، مثلاً

مے و میخانہ سلامت باشد　　ساقی این خانہ سلامت باشد

سنگ و طفلان بجہان بسیار اند　　سر دیوانہ سلامت باشد

چون گدا بر در او گفت فغان | صاحب خانہ سلامت باشد

خم زلفش کمند خواہد شد | دل دیوانہ بند خواہد شد
من بہ طفلی شنا ختم خود را | کین پسر دردمند خواہد شد

تا از در دوست ما جدا ایم | با نالہ و آہ آشنا ایم
اے ہم نفسان ز ما برنجید | جان در دروزہ شما ایم
ما را مفگن ز کوئے خود دور | رحمے رحمے شکستہ پا ایم
شاہان ہمہ بندۂ گدا اند | صد شکر فغان کہ ما گدا ایم

ان کے فارسی کے بعض منتخب اشعار سننے کے قابل ہین،

چون شمع بعشق تو از خویش فراموشم | میخندم و می گریم ، می سوزم و خاموشم

یاد باد آنکہ در کویش گذارے داشتم | بہر چشم دشمنان مشت غبارے داشتم

دعوت خانہ با ہر کس کہ او گرم سخن باشد | بآوازش ہم گوشے کہ شاید حرف من باشد

گلگون قبای ما بگلستان گر رسید | ما را ز سینہ چاکی گلہا خبر رسید

گرد و صنم خانہ دلم عون جہان است | جز دیدہ تو ہر کہ درے داشتہ باشد

از اشک بگیرید سراغ دل ما را | کین قافلہ شاید خبرے داشتہ باشد

ہما بہ بین چہ قدر چشم تر مروت کرد | چنان گریست کہ آخر غریق رحمت کرد

لیکن اسوقت ہم ان کے فارسی دیوان پر کچھ کہنا نہین چاہتے بلکہ ان کے اردو کلام کی خصوصیات کو نمایان کرنا چاہتے ہین،

(۱) شعراے اردو کے طبقہ اولی کی سب سے زیادہ بدنما خصوصیت ایہام گوئی یعنی رعایت لفظی اور ضلع جگت ہے، اسلیے مصلحین اردو شاعری نے سب سے پہلے اسی کی طرف توجہ کی، اور تذکرہ نویسون کی تصریح کے موافق سب سے پہلے مرزا مظہر جانجانان نے اس خس و خاشاک سے اردو شاعری کے چمن زار کو پاک کیا، اسکے بعد اسکی طرف عام توجہ ہوئی اور تمام اساتذہ نے اس صنعت سے بری دتحاشی ظاہر کی، چنانچہ سودا کہتے ہین،

یکرنگ ہون آتی ہین خوش مجھکو دو رنگی | منکر سخن و شعر مین ایہام کا ہون مین

قائم فرماتے ہین،

ہو ردم ردم مرا کیون نہ خوش کہ وہ بت چین | یہ کہہ گیا ہے کہ آؤنگا آج مین سر شام
بطور ہزل ہے قائم یہ گفتگو ورنہ | تلاش ہے یہ مجھے ہو نہ شعر مین ایہام

لیکن با این ہمہ یہ خصوصیت اس دور مین بھی قائم رہی، اور سودا، اور میر وغیرہ تک کے کلام مین بہت سے اشعار موجود ہین جنمین نہایت مبتذل طور پر اس صنعت کا استعمال کیا گیا ہو، مثلاً میر فرماتے ہین،

خفا ہم سے رہتا ہے زر گر پسر | پڑے ہین کہٹائی مین مدت سے ہم

پان پلیتھن نگل گیا دان غیرہ | پنی تکی لگائے جاتا ہے،

لیکن صرف اشرف علیخان فغان کے کلام کی یہ خصوصیت ہے کہ انھون نے کہین بھی اس صنعت کو ہاتھ نہین لگایا ہے، ان کے تمام دیوان مین بمشکل چند شعرون مین یہ صنعت پائی جاتی ہو، مثلاً

اس کاکل مشکین مین یہ شانہ جو پھنسا ہی — غماز دل شیفتہ ما در بغلطا ہے

ورنہ عام طور پر ان کے کلام مین یہ داغ نظر نہین آتا، ممکن ہے کہ صاحب انتخاب نے اس قسم کے اشعار ترک کردیئے ہون، لیکن انداز کلام سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انھون نے اپنے دور کے تمام اساتذہ سے زیادہ اس صنعت سے احتراز کیا ہے، اسلئے وہ مصلحین اردو شاعری کی صف اول مین جگہ پانے کے قابل ہین،

(۲) میر اور سودا کے زمانہ مین اگرچہ زبان اردو کی صلاح کا سنگ بنیاد رکھا گیا، بھاشا اور سنسکرت کے ثقیل اور ناہموار الفاظ متروک ہوگئے، اور ان کے بجاے فارسی اور اردو کے سادہ اور شیرین الفاظ استعمال کئے گئے، تاہم یہ ان بزرگون کے دامن کا سخت بدنما داغ ہے کہ انکی زبان مہذب اور شایستہ نہین ہے، جا بجا نہایت فحش اور مبتذل الفاظ استعمال کئے ہین، اور بہت سے مضامین بھی نہایت پست اور غیر مہذب باندھے ہین مثلاً سودا کہتے ہین،

ناس دانی کو چھپا شیخ مبادا کوئی — اسمین نکچھکنی چھپا کر تجھے غافل بھر دے

سچ مین دنیا تو ہم چھوڑینگے لیکن زاہدا — چھوڑنا تیری طرح داڑھی کا مشکل ہوئیگا

جو یون لاٹھی اٹھاتا ہون تو دانت اپنی نکوسے ہے — رقیب آگے ترے دے ہے مجھے بندر کی سی گھرکی

یہ غزل کے اشعار ہین، ہجوگوئی مین سودا نے جو بدزبانیان کی ہین انکو پڑھکر تو تہذیب کی گردن اور بھی جھک جاتی ہے، لیکن یہ اس دور کی عام خصوصیت نہین ہے، خواجہ میر درد کے

کلام مین کہین بھی اس قسم کے الفاظ نہین ملتے، فغان بھی اس خصوصیت مین خواجہ میر درد کے شریک ہین، ان کے کلام مین بھی کہین غیر مہذب الفاظ اور پست مضامین نہین پائے جاتے، انھون نے متعدد ہجوین بھی لکھی ہین، لیکن ایک ہجو کے سوا جسمین بعض فحش الفاظ آگئے ہین، اور کسی ہجو مین بدزبانی نہین کی ہے، بلکہ ان کے ہجوگوئی کا انداز یہ ہے،

یہ جو میرا ہے راقم دیوان — تحفہ نسخی کا بھولا بھالا ہے

کچھ نہ سیکھا غلط نویسی بن — ہوش جس روز سے سنبھالا ہے

ہاے ہوز سے وہ لکھے ہی حنا — آپ کا رسم خط نرالا ہے

قاتل طبع زاد ہے ظالم — ہین نے دشمن بغل مین پالا ہے

زندگی ہے مری سخن جسکو — سہو کاتب نے مار ڈالا ہے

سب سے زیادہ سخت ہجو میر معصوم کی ہے جسکے چند شعر یہ ہین،

ایک ہین آشنا مرے مجہول — خود نما بوالفضول و نامعقول

آپکو سب سے خوب جانتے ہین — کب وہ کہنا کسیکا مانتے ہین

جس سے ملنا دماغ سے ملنا — کسکی تعظیم کا ہیکو ہلنا

بلکہ فرعون بدسرشت ہین یہ — یا کہ شداد بے بہشت ہین یہ

یا بھتیجے ہین یہ اسد خان کے — تمنا ہین خان دوران کے

یا یہ شائستہ خان کے پوتے ہین — خانخان کے ہوتے سوتے ہین

یا کہ نانی تھی انکی نورجہان — ان کا نانا تھا شیر افگن خان

اسکے بعد ان کے ایک ایک عضو کی بدقوارگی کی تفصیل کی ہے، اور اسی سلسلہ مین بعض اشعار فحش بھی نکل گئے ہین، لیکن عام انداز یہ ہے،

بہوئین آپس مین اسطرح رلیان — جس نمط لڑ رہی ہون چھپکلیان

چشم تو ہے برنگ دیدۂ بوم — نہ دکہادے خدا یہ صورت شوم

کان پھیلے ہین جون پرِ شپرک — ہے بناگوش جون سرِ شپرک

(۴) قدما کے دور کی ایک قابل اعتراض خصوصیت یہ ہے کہ ان کے کلام مین ہمواری نہین پائی جاتی، ایک ہی غزل مین ایک شعر نہایت بلند کہتے ہین، بقیہ اشعار اسقدر پست ہوتے ہین کہ دونون مین کوئی تناسب نہین معلوم ہوتا، میر صاحب غزل گوئی کے بادشاہ تسلیم کئے جاتے ہین لیکن انکی نسبت بعض تذکرون مین کہا ہے کہ پستش بغایت پست و بلندش بغایت بلند، نواب مصطفےٰ خان شیفتہ سودا کے حال مین یہ اعتراض

اگر گوئی کہ غزل از اشعار پر کن مملو است و قصیدہ ازان خالی،

نقل کرکے لکھتے ہین،

قدما را مانند فصحاے متاخرین پیرامون خاطر جا گزین دل نہ این بود کہ ہر شعر دلپذیر آید و ہر بیت خاطر نشین، لہذا در کلام ایشان رتقصل اکمل واقع شدہ چہ در قصیدہ و چہ در غزل،

لیکن اس اعتراض سے صرف خواجہ میر درد اور فغان کا کلام بالکل محفوظ ہے، یہ لوگ نہایت شگفتہ طرحون مین غزلین کہتے ہین جنکے اشعار کی تعداد نہایت محدود ہوتی ہے، اور ان اشعار مین یکرنگی و ہمواری پائی جاتی ہے، چنانچہ ہم اس موقع پر فغان کی بعض غزلین نقل کرتے ہین جن سے اسکا اندازہ ہوگا،

کیونکر بعد زندگی مرے غمخوار مرگئے — جو باعثِ حیات تھے وہ یار مرگئے

آنکھین کہان رہین جو رواں ہون پے طفل اشک — اس کاروان کے قافلہ سالار مرگئے

طالع کہان جو تیغ نگہ سے شہید ہون — ہم سے غریب اپنی تئین مار مرگئے

باقی کہان رہین ہین زمانہ مین اہل دل — روتے تھے روز و شب سو وہ بیمار مرگئے

ہمکو بہ رنگ نقش قدم کچھ قیام ہے — اکثر تو زیر سایۂ دیوار مرگئے

کالاے بد ہوا دل عشاق واہ واہ — بے قدر ہے یہ جنس خریدار مرگئے

خالی پڑے ہین یہ قفس سینہ اب فغان — رہتے تھے یان جو مرغ گرفتار مرگئے

پامال عشق کوچۂ الفت سے کیا چلے — چلتے ہین ہم یہان سے اگر نقش پا چلے

لختِ جگر کو دیکھ کے کہتے ہین طفل اشک — گر چل سکے تو ساتھ ہمارے چلا چلے

ہر دم ہو کون حاجب و دربان سے ملتجی — ہم اس گلی مین خاک سر اوپر اڑا چلے

رو کے کسے یہ مری آستین فغان — وہ تو جدا چلا مرے آنسو جدا چلے

عاشق کا دل تجھے گر مطلوب ہی تو یہ ہے — گر زشت ہی تو یہ ہے اور خوب ہی تو یہ ہے

پردہ اگر دوئی کا اُٹھ جائے تو دکہا دون — معشوق ہے تو یہ ہے محبوب ہی تو یہ ہے

تحقیق کر چکا ہون اس چشم و دل کو اپنے — یعقوب ہے تو یہ ہے ایوب ہی تو یہ ہے

اب کیا علاج کیجئے خانہ خراب دل کا — ہشیار ہے تو یہ ہے مجذوب ہی تو یہ ہے

لختِ جگر فغان نے اب نامہ بر کیا ہے — پیغام ہے تو یہ ہے مکتوب ہی تو یہ ہے

صرف انہی چند غزلون کی خصوصیت نہین، فغان کا دیوان اول سے آخر تک پڑھ جاؤ، ہر غزل مین اس قسم کی ہمواری نظر آئیگی،

(۲) الفاظ اور محاورات کے لحاظ سے اگرچہ فغان کی زبان وہی ہے جو میر اور سودا کی ہے، تاہم انکی غزلون مین، اسقدر سلاست اور روانی پائی جاتی ہے کہ بعض غزلون پر داغ کے کلام کا

در ہوکا ہوتا ہے، مثلاً

عفت سودا ہے ارے یار کہان جاتا ہے
آمرے دل کے خریدار کہان جاتا ہے

کج کلہ، تیغ بکف، چین برابرو، بیباک
یاالہی یہ ستمگار کہان جاتا ہے

لٹے جاتی ہے اجل جان فغان کی ای یار
لیجو تیرا گرفتار کہان جاتا ہے

(۵) بندش کی چستی زبان کی سلاست اور روانی کو اور دوبالا کر دیتی ہے، مثلاً

تار کی طرح کہین زلف بتان سے ٹوٹے
یاالہی دل بیمار بلا سے چھوٹے

آب مین ڈوب گئے سر سے قدم تک بوٹے
آج گلشن مین مرے دل کے پھپھولے پھوٹے

طاق نسیان پہ نرکھ شیشۂ دل کو ظالم
یہ نہووے کہ مرا آبلۂ دل پھوٹے

کر دیا وقف مرے کلبۂ احزان کو فغان
خوان یغما کے یہ معنی ہین جو چاہے لوٹے

بندش کی چستی نے بعض جگہ فغان کی ترکیبون مین نہایت تشابہ اور توازن پیدا کر دیا ہی اسلئے
کلام مین روانی کے ساتھ موسیقیت بھی پیدا ہو گئی ہے جو کانون کو نہایت خوش آیند معلوم ہوتی ہے، مثلاً

کسی کے پاس و لیکن ہائے مین سہہ نہین سکتا
رہون تو رہ نہین سکتا کہون تو کہہ نہین سکتا

یہ موج اشک میری صورت زنجیر کہتی ہے
چلون تو چل نہین سکتا، بہون تو بہہ نہین سکتا

———×———

تجھی ہر صبح ہنسنا تھا، تجھی ہر شام شادی تھی
مجھے ہر روز جلنا تھا، مجھے ہر رات رونا تھا

———×———

تجھ سے رقیب ہنستے یہ بھی خدا کی قدرت
ہم یون رہین ترستے یہ بھی خدا کی قدرت

دل دون مین روتے روتے یہ بھی نصیب میرے
جی لے تو ہنستے ہنستے یہ بھی خدا کی قدرت

(۶) فغان کی ایک خصوصیت قطعہ نگاری ہے، یعنی بسیط خیالات کے علاوہ جو غزل کے ہر

شعر مین الگ الگ ادا ہوتے ہین بعض مرکب خیالات کو چند اشعار مین ادا کرتے ہین، اسلئے اگر
ان قطعات کا مجموعہ مرتب کیا جائے تو اردو شاعری مین مسلسل غزلون کا ایک مختصر سا مجموعہ تیار
ہو جائیگا، فغان نے بھی اس قسم کے قطعے نہایت کثرت سے لکھے ہین جنمین بعض نہایت پر لطف
اور بامزہ ہین، مثلاً

ایک نے مجھکو ترے در کے اوپر دیکھ کہا
غیر اس در کے تجھے اور بھی رہی کہ نہین

آخر اس منزل ہستی سے سفر کرنا ہے
اے مسافر تجھے چلنے کی خبر ہی کہ نہین

توشۂ راہ سبھی ہم سفران رکھتے ہین
تیرے دامن مین فغان لخت جگر ہی کہ نہین

بہر حال مختلف خصوصیات کے لحاظ سے دیوان فغان قدما کے دور کی بہترین یادگار ہے
جو اس قابل ہے کہ اسکو نہایت محنت کے ساتھ اڈٹ کر کے عام طور پر شایع کیا جائے،
اخیر مین ہم ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے فغان کے چند منتخب اشعار نقل کرتے ہین،

کب ہوا بیکار پتلا خاک کا
یہ تو سو قالب مین ڈھلتا ہی رہا

———

یعقوب کو عزیز ہے یوسف کا پیرہن
یوسف ہو جسکے پاس اُسی پیرہن سے کیا

———

اُس در پہ مین جبتک رہا مت پوچھ وہان کیا کیا سہا
یا تھا خدا سر پر فغان یا سایۂ دیوار تھا

———

بے شغل نہ رہ اس دل بسمل کو جلا دے
اک بار جئیگا تو کئی بار مریگا

———

منظور تھی جفا تو ملاقات تھی غلط
اتنے لئے کسی کو گنہگار کیون کیا

نگا کر ہاتھہ تک دیکھو مرے چاکِ گریبان کو | کہ یہ وسعت تو ہر گز دامنِ صحرا نہین رکھتا
شوخی کو اُسکے دیکھہ کے کہتے ہین مردمک | یہ طفل اشک خدمت استاد کر چکا
رہتا ہی وصل مین درو دیوار پر نظر | تجھکو مزا پڑا ہی فغان انتظار کا
دل کو ناز و نیاز مین پایا | کس نشیب و فراز مین پایا
غبارِ خاطرِ آزادگان ہی خواہشِ فرش | جو بے ریا ہی تو ست نقشِ بوریا لینا
معاش یہ ہی کہ نت خون دل کو پیتا ہون | جو آ گیا کوئی لختِ جگر تو کہا لینا
فغان یہ ننگ ہے باللہ عشق بازی کا | جو دل کو ہار کے جیتے تو پھیر کیا لینا

———.———

جی نکل جائے مرا گلگشتِ دام مین کاش | نہ گرفتارِ چمن ہون نہ گرفتارِ قفس

———.———

نہ سرو کا رہے بلبل کو نہ گل کو مجھ سے | گلشنِ دہر مین خارِ سرِ دیوار ہون مین

———.———

رکھتا نہین ہون ہاتھ مین کچھ غیر حسرت پر | اتنی بساط پر مین خریدار باغ ہون

———.———

سنگستان ڈھونڈھتے پھرتے ہین کہان ہی شیشہ | دل تو اس وقت مین ارزان ہی گران ہی شیشہ
لذتِ درد نہ پا دے کوئی ہمدرد بغیر | دل کو لگتی ہے وہان ٹھیس جہان ہی شیشہ

———

پاس رہا کیا جسے برباد دون | خانہ خرابی کو بھی گھر چاہیئے

سراج الدین ظفر شاہ دہلی اور مرزا غالب

کی

زندگی کا ایک گم شدہ ورق

از جناب حافظ احمد علیخان صاحب ناظر کتبخانہ ریاست رامپور

ریاست رامپور کے کتبخانہ مین تاریخ فارسی مین ایک کتاب دستور العمل اودھ کے نام سے نمبر ۲۲۹ پر موجود ہے، اس کتاب مین سلطان العلما مولانا سید محمد صاحب مجتہد لکھنوی کے عرائض اور شاہی احکام، چند فتوی اور مختلف خطوط نقل ہین، ان خطوط کی سطرون مین سراج الدین ظفر شاہ اور مرزا غالب کی زندگی کے ایک خاص واقعہ پر روشنی پڑتی ہے، دلی کے انحطاط اور لکھنو کے عروج کے زمانہ کا ایک خاص واقعہ یہ ہے کہ خاندان تیموری کے چند شہزادون نے لکھنو آکر شیعہ مذہب اختیار کر لیا تھا، ان مین سے بعض شہزادون نے لکھنو آکر یہ مشہور کیا کہ بادشاہ بھی شیعہ ہوگئے ہین، اور بادشاہ کی طرف سے تبری تقیہ بھی اُنھون نے پیش کیا، دہلی کے اکابر و اعیان اور عام مسلمانون کو جب یہ معلوم ہوا تو وہان ایک ہنگامہ برپا ہوگیا، ظفر شاہ نے حکام انگریزی کے ذریعہ سے اسکی علانیہ تردید کی اور غالب ایک فارسی مثنوی لکھوائی جسمین اسکی تردید تھی، لکھنو کے اہل دربار کو یہ معلوم ہوگیا تھا کہ اس مثنوی کا مصنف اقلیم ہنر کا معزول بادشاہ ظفر نہین بلکہ کشور سخن کا حکمران مطلق غالب ہی اسکے بعد غالب نے اپنا ایک قصیدہ لکھکر دربار لکھنو مین بھیجا، یہ گویا اس مثنوی کی تلافی تھی۔

یہ تمام واقعات مولانا سید محمد صاحب مجتہد کی وساطت سے ہوئے تھے، اسلئے اس

مجموعہ مین یہ دلچسپ مراسلات موجود ہین، اور آج ہمارے لئے ان بزرگون کی زندگی کے گم شدہ اوراق ہین،

۱۲۷۰ھ مین شاہ ابوظفر نے سلطان العلما سید محمد صاحب کو یہ تحریر مہر لگا کر بھیجی،

افضل العلما افقہ الفقہا سید السادات مقتداے مومنین و مومنات مجتہد العصر والزمان سلطان العلما دامت برکاتہ،

بحمد اللہ والمنۃ کہ محبت و ولاے اہل بیت علیہم السلام بدل اختیار کردم و از کل اعداے علی ابن ابی طالب علیہ السلام قطعی تبرا نمودم و تعمیر امام باڑہ شروع گردید بعد اتمام فی مجالس تعزیت جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا زیب تزئین خواہد پذیرفت، ارسعی سعی الاتمام من اللہ مفصل مدارج دینیہ کہ بران راسخ ام، بہ زبان برخوردار کامگار والا تبار سعادت اطوار مرزا محمد حیدر شکوہ بہادر کہ درین خصوص رازدار است دریافت خواہد گشت زیادہ برکات۔

اللہ کا شکر ہے کہ محبت اہل بیت علیہم السلام دل سے مین نے اختیار کی ہے اور حضرت علی علیہ السلام کے دشمنون سے قطعی تبرا کیا ہے، امام باڑہ کی تعمیر شروع ہوگئی ہے، عمارت تمام ہوجانے کے بعد جناب سید الشہدا کی مجالس تعزیت ہوا کرینگی، میری کوشش ہے اتمام اللہ تعالےٰ کے ہاتھ ہے، مفصل مدارج دین کے جن پر مین راسخ ہون مرزا محمد حیدر شکوہ کی زبانی معلوم ہون گے وہ اس معاملہ مین رازدار ہین،

بادشاہ نے ایک شقۂ مہری خاص مرزا حیدر شکوہ کو اور ایک مرزا نور الدین بہادر کو بھی لکھا یہ دونون شاہزادے مرزا سلیمان شکوہ کے پوتے ہین، دہلی سے علم اور مرثیہ تصنیف ابوظفر مرزا حیدر شکوہ لیکر گئے تھے،

نقل شقہ بنام حیدر شکوہ :-

نور چشم راحت جان مرزا حیدر شکوہ بہادر مورد تفضلات بودہ بدانند کہ ہر دو علم صرف از اعتقاد و غلامان غلام جناب حضرت عباس علمدار فہمیدہ گذرانیدہ ام صرف براے آسودگی دین۔ کسے نمی داند کہ عنایت بر چہ قدر براے این احقر شدہ چندبار زیارت شدہ، قابل اظہار نیست الا بر وقت ملاقات، خود بیان خواہم فرمود، ہر شخصے کہ از اہل بیت حسدی داشت بر و لعن مدام باد، ہمین باد و این است ایمان۔

دونون علم بربناے اعتقاد غلامی حضرت عباس علمدار نذر کئے ہین، محض دین کی بہبود کے واسطے کسی کو کیا معلوم کہ کسقدر عنایت اس احقر پر ہوئی چند بار زیارت ہوئی، قابل اظہار نہین ہے، ملاقات کے وقت مین بیان کرونگا، جو شخص اہل بیت سے حسد رکھتا ہے، اس پر ہمیشہ لعنت ہو، ہمیش باد، یہی ایمان ہے۔

نقل شقہ مرزا نور الدین،

نور چشم والا قدر مرزا نور الدین بہادر مورد تفضلات بودہ بدانند کہ زود علم در درگاہ جناب حضرت عباس گذرانیدہ حاضر شوند، معلوم نیست کہ آن فرزند علم گذرانیدہ یا نہ، بر طمع دنیا نہ گذرانیدہ ام، خدا داند کہ بچہ طور ملاحظہ فرمودہ علم فرستادہ ام۔

علم جلد درگاہ حضرت عباس مین چڑھا کر حاضر ہو، معلوم نہین کہ تم نے علم چڑھایا یا نہین، طمع دنیا کے لئے یہ علم پیش نہین کیا ہے، خدا ہی جانتا ہے کہ مین نے کیا دیکھکر علم بھیجا ہے۔

سلطان العلمانے شاہی شقہ کے وصول ہونے کے بعد مصاحب الدولہ بہادر کو رقعہ لکھا کہ میرے نام کے شاہی شقہ کو حضور بادشاہ اودھ مین پیش کرکے علم کے لئے جلوس کا انتظام کیا جائے چنانچہ امام باڑہ مین جلوس کے ساتھ علم گیا اور ظفر کا تصنیف کردہ مرثیہ بھی پڑھا گیا، دہلی مین اسکا بڑا چرچا ہوا، ظفر بھی گھبرائے، صاحب ایجنٹ دہلی کی معرفت اس واقعہ کی تحقیقات شروع کرائی؛

صاحب ایجنٹ شاہجہان آباد امین الدولہ کمن فریزر بہادر دلیر جنگ کو یہ شقہ مصدرہ ۲۶ - دسمبر ۱۸۵۳ء لکھا،

دریں ایام بہ ملاحظہ قطعات سوالات علما و مشائخ این شہر بوضوح پیوستہ کہ از روے اخبار و خطوط لکہنؤ بہ دریافت این مردم رسیدہ کہ بتاریخ ششم ربیع الاول (۱۲۷۰ھ) سنہ حال مرزا حیدر شکوہ بہادر و مرزا نور الدین حیدر بہادر شیعی مذہب نبیرگان مرزا سلیمان شکوہ بہادر در لکہنؤ علمے بہ کمال تجمل بہمراہی عماید آن شہر برداشتہ بدرگاہ حضرت عباس بردند و فضیلت پناہ سیادت دستگاہ سید محمد مجتہد مذہب شیعہ بدست خود علم مذکور را در درگاہ موصوف نصب نمودہ و مرزایان سطور ابلاغ آن علم بہ بندگان والا کردند۔ و نیز مرزا نور الدین بر منبر برآمدہ مرثیہ بزبان اردو کہ متضمن بے ادبی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بودہ در مجمع کثیر بآواز بلند برخواندہ و در مقطع آن مرثیہ تخلص حضور پرنور درج کردہ و قطعہ شقہ مہری خاص شعر ترک کردن مذہب اہل سنت و جماعت و اختیار نمودن مذہب اہل تشیع و وثوق ارادہ تعمیر امام بارہ و

ان ایام مین سوالات علما اور مشائخ شہر کے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ از روے اخبار و خطوط لکہنؤ یہان والون کو اطلاع ہوئی ہے کہ چھٹی ربیع الاول (۱۲۷۰ھ) سنہ حال کو مرزا حیدر شکوہ بہادر و مرزا نور الدین حیدر بہادر شیعی مذہب مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے پوتون نے ایک علم کمال تجمل سے عمائدین شہر کے جلوس کے ساتھ حضرت عباس کی درگاہ پر چڑہایا، اور سید محمد مجتہد العصر نے اپنے ہاتہ سے علم نصب کیا، دونون مرزاؤن نے اس علم کا بہیجنا بادشاہ کا بیان کیا اور مرزا نور الدین نے منبر پر بیٹھکر ایک اردو کا مرثیہ جسمین صحابہ کی بے ادبی تھی، مجمع کثیر مین آواز بلند پڑہا، اور مرثیہ کے مقطع مین حضور (بادشاہ) کا تخلص درج کیا تہا، اور ایک قطعہ شقہ مہری خاص موسومہ مجتہد مذکور بنایا جسمین ترک مذہب اہل سنت والجماعت اور مذہب شیعہ کا اختیار کرنا اور امام باڑہ کی تعمیر اور ہمیشہ کو تعزیہ داری

اختیار تعزیہ داری بر دو امام موسومہ مجتہد مذکور ساختہ بندگان والا را باختیار مذہب روافض متہم و بدنام ساختند، چون این ہمہ غلط و بے اصل و محض افترا و بہتان است زیراکہ بہ عنایت الٰہی در عقیدہ راسخہ حضور کہ آن الطریق اہلسنت و جماعت است ہرگز فتور و فساد راہ نیافتہ و کدام مرثیہ محتوی مضمون سب و طعن نسبت بہ خلفاے راشدین کہ اساطین دین و مقتداے اہل الیقین اند بر زبان الہام بیان نرفتہ و شقہ خاص بہ اشعار اختیار امور خلاف شرع بنام مجتہد مذکور ہرگز ریختہ کلک گوہر سلک نگردیدہ این ہمہ تصنع و دروغ آرائی مرزایان مذکور است کہ بحضور پرنور منسوب کردہ اند، ولیکن بیاد می آید کہ ایشان ہنگام حضوری خود درین جا این معنی بطریق حکایت و تذکرہ معروض داشتہ بودند کہ موافق مذہب خود براے حصول صحت بندگان والا نذر قرار دادہ ایم کہ بر وقت غسل صحت حضور از طرف خود علمے طیار ساختہ در شکریہ صحت حضرت اقدس بدرگاہ حضرت عباس خواہیم داشت، و سواے ازین ہیچ مذکور نہ کردہ بودند و نیز اکثر شقہ جات در مقدمہ ذاتی خود ہا مستحل

اختیار کرنا لکہا تہا، بندگان والا کو رافضی مذہب قبول کرنے سے بدنام اور متہم کیا، یہ سب غلط و بے اصل اور افترا و بہتان ہے اسلئے کہ عنایات الٰہی سے حضور کے عقیدہ راسخہ طریق اہل سنت و جماعت مین ہرگز فتور و فساد کو دخل نہین ہے اور کوئی مرثیہ جسمین برائی اور طعن خلفاے راشدین پر ہو جو دین کے ستون اور مقتدا ہین تصنیف نہین کیا، اور شقہ خاص مجتہد کے نام جسمین امور خلاف شرع کا اختیار کرنا ہو ہرگز نہین لکہا یہ تمام تصنع اور دروغ آرائی مرزایان مذکور کی ہے کہ حضور کی نسبت منسوب کی ہے، لیکن یاد آتا ہے کہ ان مرزاون نے بروقت حاضری بطریق حکایت و تذکرہ عرض کیا تہا کہ اپنے مذہب کے موافق حصول صحت بندگان والا کے لئے نذر مانی ہے کہ حضور کے غسل صحت کے وقت اپنی طرف سے علم تیار کرکے صحت کے شکریہ مین حضرت عباس کی درگاہ مین چڑہائین گے، اسکے سوا کوئی تذکرہ نہین ہوا، اور اکثر شقون پر اپنے ذاتی معاملات مین

به مهر خاص کنانیده بودند، لیکن بنام فضیلت پناه
مذکور کدام تحریر که به مهر خاص مزین باشد هرگز بوقوع
نیامده، شاید مرزایان سطور بنابر کدام مصلحت
و منفعت خود این افترا بر حضور کرده باشند و
تحریر بے اصل و باطل مرتب کرده داده باشند
و مجتهد مذکور بر مقتضاے نیک نهادی خود آنرا
در پایه صدق دانسته شهرت داده باشند، درین صورت
ملاحظه آن شقه که نزد آن سیادت دستگاه رسانیده اند
ضرور تر افتاد تا معلوم شود که مضمونش چیست و نگارنده
اش کیست، و بعد دریافت این حال تدارک
انسداد رخنه این فساد بطرز مناسب بعمل آید که
بار دیگر کسے ماجرات این افترا پردازیها نگردد،
لهذا زیب ارقام می یابد که آن امانت و ایالت
مرتبت به مقتضاے دولت خواهی و خیراندیشی
بجهت رفع این اتهام و بدنامی بندگان اقدس
خط انگریزی خود بنام ایجنٹ بهادر لکهنؤ به مزید
تاکید بنگارد که شقه جعل مهری خاص از مجتهد مذکور بهر
نوع که تواند طلبیده نزد ترا ارسال دارد و هر آئینه ظهور این معنی
موجب استرضاے خاطر عاطر خواهد شد زیاده تفضلات شناسد

شاہی مہرین کرائی ہتین، لیکن مجتہد کے
نام کوئی تحریر مہری خاص ہرگز نہین لکہی گئی،
شاید ان مرزاؤن نے اپنی کسی مصلحت اور
منفعت کے لیے حضور پر یہ افترا کیا ہو اور تحریر
بے اصل اور جہوٹی مرتب کرکے دی ہو اور مجتہد
مذکور نے اپنی نیک نہادی سے اسکو صحیح
سمجہکر شہرت دی ہو، ایسی صورت مین مجتہد
کے نام جو شقہ پہنچایا ہے اسکا ملاحظہ ضروری ہے
تاکہ معلوم ہو مضمون کیا ہے اور لکہنے والا
کون ہے، اور دریافت ہونے کے بعد اس
فساد کے انسداد کی مناسب تدبیر کیجائے
کہ پھر کسیکو ایسے افترا کی جرأت نہو
لہذا لکہا جاتا ہے کہ آپ بمقتضاے دولتخواہی
و خیراندیشی اس بدنامی اور اتہام کے دفع
کرنے کے لئے انگریزی تحریر بنام ایجنٹ
لکہنؤ نہایت تاکید سے لکہین کہ شقہ جعلی
مہری خاص مجتہد مذکور سے جسطرح ممکن ہو طلب کرکے
جلد بہیجدین، اس کام کے سرانجام سے موجب
رضامندی ہوگا،

۳- ربیع الثانی ۱۲۷۰ھ کو مسٹر جانسٹین ایجنٹ لکہنؤ نے یہ پیام اہلکاران سلطنت اودھ کو بہیجا،

بالفعل که نقل قلعه شقه بادشاه شاهجهان آباد لفیف
خط صاحب ایجنٹ بهادر مرقوم بست و هشتم
ماه دسمبر ۱۸۵۳ء عریضه نیاز مند رسیده نقل
ارسال والاجناب فیض مآب و التماس می دارد
که از حضور پرنور به سلطان العلما مجتهد العصر ارشاد
شود تا کیفیت اجرا و اصل شقه مهری بادشاه
موصوف اگر باشد بنظر انور بگذرانند و به نیازمند عنایت گردد

بالفعل کہ نقل شقہ بادشاہ شاہجہان آباد
ملفوف خط صاحب ایجنٹ بہادر مرقومہ ۲۸-
دسمبر ۱۸۵۳ء نیازمند کے پاس آئی ہے،
نقل اسکی ارسال ہے اور التماس ہے کہ حضور
پرنور کا حکم سلطان العلما مجتہد العصر کے نام جاری ہو
کہ کیفیت واقعہ اور اگر اصل شقہ مہری بادشاہ موصوف
ہو تو حضور مین پیش کرین -

یہ کاغذات سلطان العلما کے پاس پہنچے، اُنھون نے مرزا حیدر شکوہ اور مرزا نور الدین بہادر کو یہ رقعہ لکہا،

مرزا حیدر شکوه بهادر و مرزا نور الدین بهادر رشاد اقبالهما
دیروز نقل پرچه پیام در خصوص استرداد و استفسار
کیفیت شقه که بوساطت سامی از جانب بادشاه
شاهجهان آباد موسومه اضعف العباد رسیده بود
در ورود نمود مترقب که از کیفیت آن مفصلا مطلع سازند
و چون بالفعل تشکیک در آن واقع شده جواب آنکه
تحریر نوشته بودم اگر روانه نشده باشد واپس
فرستند که بدون تصدیق و تحقیق اصل شقه ارسال پاسخش لطفے ندارد، فقط والسلام -

کل نقل پرچہ پیام در بارہ واپسی و استفسار
کیفیت شقہ کہ آپکی معرفت بادشاہ شاہجہان آباد
کی جانب سے میرے نام آیا تہا وصول ہوا،
امید کہ اسکی مفصل کیفیت سے مطلع کیجئے، چونکہ اس
وقت اس شقہ مین شک واقع ہوا ہے مین نے جو جواب لکہا تہا
اگر روانہ نہوا ہو تو واپس کردیجئے اسلئے کہ بغیر تصدیق اصل
شقہ کے جواب بہیجنا مناسب نہین ہے،

اس رقعہ کے جواب مین مرزا حیدر شکوہ نے کیفیت واقعہ اسطرح لکھی :-

دریبولا کہ قطعہ تحریر جناب قبلہ وکعبہ مجتہد العصر
والزمان سلطان العلما محتوی بر استعلام واستفسار
کیفیت نفس الامری دررود صدور شقہ خاص
بادشاہی بنام نامی خود معرفت این جانب و
واپس طلب نمودن پاسخ شقہ موصوف کہ جہت
ترسیل بحضور بادشاہ گردون بارگاہ دادہ بودند،
موصول دست این جانب گردید، لہذا کیفیت
واقعیہ این معاملہ بہ زبان خامہ صداقت بدین
عنوان تفویض نمودہ می آید کہ ہنگام محنت انضمام
علالت پر ملالت طبیعت حق طویت بندگانِ
ہمایون شاہی کہ زمانہ غیبت این جانب وانتقامت
دار الامارت کلکتہ بود قطعہ شقہ خاص تقدس
اختصاص حاوی مضمون اعجاز مشحون ملاحظہ رویائے
صادقہ وگذرانیدن علم مبارک بدرگاہ فلک اشتباہ
جناب ملایک مآب خیر الناس حضرت عباس
علیہ السّلام بہ توزن دل جلال افگندہ دمن بعد وقت
حضور اینجانب ہم حضور والا مجد دآبہ بیان
شرح العنوان روایت رویت رویائے صحیحہ سطورہ

اسوقت تحریر سلطان العلما نسبت استفسار
کیفیت شقہ خاص بادشاہی جو موصوف
کے نام میری معرفت آیا تہا، اور واپسی
جواب شقہ موصوف جو بنابر روانگی بحضور
بادشاہ دیا تہا، وصول ہوئی، لہذا
کیفیت واقعی اسکی لکہتا ہون، جس
زمانہ مین بادشاہ علیل تہے مین کلکتہ
مین تہا، اور مجھے شاہی شقہ پہنچا جسمین
خواب کا بیان اور حضرت عباس کی
درگاہ مین علم جڑہانے کا مذکور تہا، اسکے
بعد جب مین حاضر ہوا تو پھر خواب دیکہنے کا
حال بیان فرمایا اور اہل بیت کی محبت کا
اظہار اور تعمیر امام باڑہ کا قصد
برائے تعزیہ داری سید الشہدا ومثل
اپنے اعلیٰ امیر تیمور صاحبقران بیان کیا،

واظہار تشید مبانی عقیدت وولا بحضرت حضرات
طاہرات ائمہ ہدیٰ علیہم التحیات والتسلیمات ما دامت
الارضون والسموات بزبان الہام بیان خود بشارت
فرمانندہ وتصمیم عزم تعمیر بنائے امام باڑہ جہت
تعزیہ داری شہید دشت نینوا خامس آل عبا علیہ
التحیۃ والثنا کلما تدور السما کدور الرحی بر طبق سنت
سنیہ جد اعلائے خود حضرت امیر تیمور صاحبقران
فرمودند وقطعہ شقہ خاص بنام مجتہد العصر والزمان
باندراج لالی متلالی مضامین اختیار مراتب
ولائے اہل بیت عصمت وطہارت دبر درج اشنا
عشر فلک امامت و تبرائے قطع از عدوان و دشمنان
جناب ولایت مآب اسد اللہ الغالب غالب کل
غالب مطلوب کل طالب فاتح بدر و الحنین ابو
الریحانتین اعنی الحسن والحسین امام المتقین وصی
بلا فصل حضرت خیر المرسلین علی حجۃ اللہ علی العالمین
خود از دست مبارک حضور والا باینجانب مرحمت
شد کہ بسلطان العلما مجتہد العصر والزمان رسانیدہ
پاسخش بحضور باہر النور گذرانیدہ شد وعلم مبارک
در ہمان زمان غیبت اینجانب بہ کمال صرف ہمت

اور ایک شقہ خاص مجتہد العصر کے نام لکہا
جسمین ولائے اہل بیت و تبرائے قطعی
دشمنان حضرت علی کا اظہار تہا خود اپنے
دست مبارک سے مجھے دیا جسکو مین نے
مجتہد العصر کو دیا، اور اس شقہ کا جواب
حضور مین پیش کر دیا، اور میری غیر حاضری
مین علم مبارک نہایت اہتمام سے ایک
نونہ تانبے کا بنا، اور بادشاہ نے اپنے دست
حق پرست سے اسکا طغرا بنایا اور محبوب
علیخان کے اہتمام سے کارخانہ سلطانی مین
تیار ہوا، اور حضور والا نے کمال خلوص سے
اپنے سر پر رکہا اور پھر مرزا نور الدین بہادر کو

والا نہمت بہ طیار کنانیدہ نمونہ علم سی اولاد
درست نمودن طرزا بدست حق پرست خود واہتمام
محبوب علیخان بکارخانہ سلطانی طیار گشت و حضور
والا بکمال خلوص بر سر مبارک خود گذاشتہ و بہ مرزا
نور الدین بہادر عنایت فرمودہ بنا بر نصب آن
بدرگاہ موصوف بتاریخ سوم محرم الحرام سنہ حال
رخصت فرمودند۔

دیا اور درگاہ موصوف پر چڑھانے کے لئے
۳- محرم سنہ حال کو انہین رخصت کیا۔

و این معنی بر جمیع اعالی و ادانی شہر بلکہ از روے
اخبار قلعہ مبارک برار باب اولی الالباب
صاحبان عالیشان انگریز بہادر ہم بخوبی واضح
و منجلی است، چنانچہ مرزا نور الدین بہادر درین جا آمدہ
بجماعت جم غفیر از اجلہ سادات و مومنین وغیرہ امرائے
با تمکین تزک و خیل و حشم بجلوداری موالیان اہل بیت
طاہرین وفا و ہمان آستان اعلام دین مبین بردہ آن
علم ہم صورت علم را بدرگاہ حضرت علمدار جگر گوشہ
سید ابرار علیہ السلام بدست جناب سلطان العلما مجتہد العصر
والزمان نصب کنانیدند، و استغفر اللہ ہیچ کلمہ
سوء ادب بہ نسبت بادشاہ جم جاہ بزبان عقیدت
ترجمان خود نیاوردند، و علاوہ برآن شقہ خاص

اور یہ بات تمام ادنی و اعلے شہر پر بلکہ
از روے اخبار قلعہ مبارک صاحبان
انگریز پر بھی بخوبی واضح ہے، چنانچہ
مرزا نور الدین بہادر نے یہان آکر سادات
مومنین اور امراء کے جلوس کے ساتھ
حضرت عباس کی درگاہ مین اس علم کو
پہنچایا اور سلطان العلماء سے اسکو نصب
کرایا، استغفر اللہ کوئی کلمہ بے ادبی کا
بادشاہ کی نسبت نہین نکلا، اسکے علاوہ
ایک شقہ شاہی میرے نام اور دوسرا
مرزا نور الدین بہادر کے نام جسمین علم
چڑہانے کی تاکید ہے اور ان پر پنسل کے

اختصاص شاہی مصدرہ بنام اینجانب
شقہ دیگر نامی مرزا نور الدین بہادر بحکم استعجال و
بجال نصب علم مبارک دستخطی خاص قلم سرمہ
سر کوش لطیف کیفیت ہذا است دو شاہد
عادل این مدعا و دو بینہ مقبولہ این دعوی ماست
بصاف و صریح مخبر و مبنی بر طیاری و نصب علم
مبارک از طرف حضور والا اند- بہر کیف
تحریر شقہ خاص بنام مجتہد العصر والزمان و ہم نصب
علم از جانب بادشاہ انجم سپاہ از غایت وضوح
و اعلان بوجود ادلہ باہرہ و براہین ساطعہ از اجلاے
بدیہیات مثل آفتاب نیمروز است فکیف یحتمل
معاذ اللہ والعیاذ باللہ کہ حضور والا از امور یکہ
این درجہ شیوع و اشتہار یافتہ باشند، استنکافے
و انکارے فرمایند۔ مگر آنچہ بسمع اینجانب درآمدہ
شقہ خاص بادشاہی بمضمون انکار تحریر شقہ بنام
مجتہد العصر والزمان در ارسال علم مبارک بنام
صاحب ایجنٹ بہادر شاہجہان آباد زیب تحریر
یافتہ منشا این عبارت این ہمہ فتن و مفاسد
فتن و عناد جمعے از اہلکاران سلطنت و دشمنان

دستخط ہین انکی نقلین ملفوف ہین، یہ دونون
شقہ دو گواہ عادل اس بات کے ہین کہ
علم کی تیاری اور اسکا چڑہانا بادشاہ
کی طرف سے ہے،

بہر کیف تحریر شقہ خاص بنام مجتہد العصر اور
علم کا چڑہانا بوجہ وضاحت و اعلان بدیہی
طور پر مثل آفتاب نیمروز کے بادشاہ کی
طرف سے ثابت ہے پھر یہ احتمال کیونکر
ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ حضور والا ایسے
امور سے جو اسقدر شایع ہو چکے ہین
انکار فرمائین، مگر مین نے جو سنا ہے وہ یہی
شقہ خاص کی تحریر سے اور علم کے بھیجنے سے
انکار جو صاحب ایجنٹ شاہجہان آباد کے
نام لکھا ہے منشا اسکا اہلکاران سلطنت
اور دشمنان اہل بیت ہین کہ ہمیشہ آتش
عناد اور حسد سے جل کر عداوت

اہل بیت طہارت است کہ دائما بآتش عناد
وحسد کباب شدہ درصدد عداوت و پرخاش
و برہم سازی مزاج کرامت امتزاج از طرف
اینجانب می بودند چنانچہ از روے اخبار شاہجہان آباد
ہم واضح گردیدہ کہ در ایام عدم حضوری این جانب
متعصبان ملازم سلطنت کہ در کمین بودہ اند فرصت
از مغتنمات دانستہ بیشتر خطوط معاندین دین
و سرکردگان اہل کین و بعضی موالفان مخالف آئین
بمضامین تراشیدہ و غلط و سراسر پوچ و لچر و اندراج
کلمات اسأت ادب کہ معاذ اللہ از زبان اینجانب
آمدہ باشد از سکنہ بیت السلطنت لکھنو طلب نمودہ
و ہم برخے جعل محض از خود طیار کردہ بملاحظہ بندگان
دارا دربان گذرانیدند و بعزم نادرست برآوردن
نام نامی حضور والا از خطبہ عیدین و روز جمعہ
بطریق ہنگامہ و بلوا باجماع مشائخ و علما چنان آن
بادشاہ ملکوتی صفات را تنگ و مجبور ساختند
و طبع ہمایون را از طرف این جانب منحطف
نمودند کہ از ارسال شقہ بنام مجتہد العصر والزمان
ابا و انکار فرمانیدند تا آن مغویان فتنہ انگیز بر واپس

اور پرخاش اور مزاج شاہی کو میری
طرف سے برہم کرنے کی تدبیرین رہین
چنانچہ شاہجہان آباد کی خبرون سے معلوم
ہوا کہ میری غیبت مین متعصب ملازم
سلطنت جو گہات مین تھے انھون نے
بہت سے خطوط سراسر غلط اور لچر
مضامین کے اور نیز یہ کہ میری زبان سے
کلمات بے ادبی ظاہر ہوئے لکھنؤ سے
منگائی اور بعض جعلی تحریرین خود بنا کر
بادشاہ کے حضور مین پیش کین اور
بطریق بلوی وہان کے علما و مشائخ کے
اجماع سے جمعہ اور عیدین کے خطبون سے
بادشاہ کا نام نکالنے کی تدبیر کی اور
اس طرح بادشاہ کو تنگ کیا اور میری جانب
سے طبع ہمایون کو اسطرح پھیرا کہ شقہ
مجتہد العصر کے نام روانہ کرنے کا انکار فرماین
اور مذہب شیعہ کی توہین کے لئے
شقہ مجتہد العصر سے واپس منگا کر
فریب اور جعل سے مجھے بدنام کرین،

گرفتن شقہ از مجتہد العصر والزمان بہتک و توہین
مذہب تشیع پرداختہ بانتساب تہمت فریب
و جعل دشمنان اینجانب را کہ ناکردہ گناہ ام بدنام
نمایند پناہ بخدا ازین مغلطہ پردازیہاے بے
اصل فرقہ ضالہ مغویان بدکیش کہ آفتاب را بہ
پردہ خاک می پوشند و نمی دانند کہ ہر نوع
تمیز حق از باطل بہر ہنگام و زبان باندک تامل
عقلاے نصفت آئین بر ہن و ظاہر و کالشمس
فی وسط السما باہر می باشد لان الحق یعلو و لا یعلی -
و قطع نظر از جملہ دلائل مرقومہ بالا و موجود بودن منظورات
و تختی شاہی ملفوفہ کیفیت ہذا کہ بشقہ اسمی مجتہد العصر
والزمان مختلف اللفظ و متحد المعنی توان گفت ارباب
خبرت و بصیرت غور نمایند و بامعان نظر تعمقی بکار
برند کہ کسے کہ اندک مایہ از شعور و عقل خواہد داشت
حتی طفل ممیز نابالغ ہیچ گاہے بہ تصنع و جعلے
نخواہد پرداخت کہ ہیچ گونہ نتیج منافع دینی باشد
و نہ مفاد دنیوی پس چگونہ عقل خیر اندیش رخصت
می دہد کہ اینجانب این چنین جعل و فریب معاذ اللہ
می نمودم و ناحق و بے وجہ خبر تبدل عقیدہ باختیار

ان مفسدہ پردازیون سے خدا کی پناہ کہ
مغویان بدکیش آفتاب کو خاک سے چھپانا
چاہتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ عقلا حق
اور باطل مین تھوڑے غور سے تمیز کر لیتے ہین

قطع نظر مرقومہ بالا دلیلون سے شقہ شاہی
جو ملفوف ہے یہ مجتہد العصر کے شقہ سے
مختلف اللفظ ہے مگر معنی اور مطلب ایک ہے
ارباب خبرت و بصیرت غور کرین کہ
جسکو تھوڑا سا بھی شعور ہے حتی کہ طفل
نابالغ بھی ایسے جعل کو نہ بنائیگا جسمین
کوئی نفع نہ دینی ہو نہ دنیوی، پھر عقل
خیر اندیش کب اجازت دیسکتی ہے
کہ معاذ اللہ مین ایسا جعل و فریب بناتا اور
تبدیل عقیدہ اور مذہب رفض کے اختیار

مذہب روافض نسبت بحضور والا شایع و شتہر
می نمودم، مگر اینکہ ارباب خلاف واصحاب نصب
وعناد محض بنام ولاے جناب ولایت مآب
علی ابن ابی طالب علیہ السلام حضور را بہ رفض
منسوب نمایند، قصور اینجانب چیست۔ وللّٰہ در من
قال و قائل آن خواجہ معین الدین چشتی است،

من علی را دوست دارم خلق گوید رافضی است
پس خدا و جبرئیل ہم محمدؐ رافضی است

کرنے کی خبر حضور والا کی نسبت مشتہر کرتا
مگر یہ کہ دشمن عناد کی وجہ سے محض محبت
حضرت علی کے نام سے حضور کو رفض سے
منسوب کرین اسمین میرا کیا قصور ہے،

وبعلم الیقین ثابت و متیقن است کہ اگر حضور والا را
بالذات لالغیر سوے ظن جعل و فریب کاری نسبت
اینجانب می بود لائق و سزاوار باز پرس اولاً
من بودم بعد ازان محل نگارش بحکام فرمانروا بود
موجز مرام و مختصر کلام طوالت انجام انکہ استرداد
شقہ خاص موسومہ جناب مجتہد العصر والزمان
تعبیر انکشاف و تحقیقات حقیقت واقعی درانیجا
و برات ذیل اینجانب از لوث فریب کاری و
و نظر بہ توہین مذہب حقہ امامیہ اثنا عشریہ مناسب
و مصلحت نیست چرا کہ بعد استرداد و شقہ موصوفہ
ہیچ گونہ حرف بدنامی وسبب اسم رسوائی

علم الیقین سے ثابت اور متیقن ہے کہ اگر
حضور والا کو بالذات میری طرف سوء ظن
جعل و فریب کا تھا تو اول مجھے
باز پرس چاہیئے تھی اُسکے بعد حکام کو لکھا جاتا
مختصر یہ ہے کہ شقہ خاص موسومہ مجتہد العصر
کی واپسی بغیر تحقیقات اور میری برات
کے اور نیز توہین مذہب امامیہ کے خیال سے
مناسب نہین ہے شقہ کی واپسی کے بعد
جعل کی تہمت سے مین بری نہین ہو سکتا
اسلیے کہ حضور والا مخالف الایمان
مغویون کے اغوا سے مدعیانہ واپسی

بانتساب تہمت جعل و افترا پردازی نسبت
اینجاب از صفحہ روزگار حک و برطرف نمی تواند
بجہت اینکہ حضور والا باغواے مغویان مخالف
الایمان مدعیانہ استرداد شقہ موصوفہ می فرمایند
پس سماعت استغاثات اینجانب و احقاق حق
و ازہاق باطل درانجا متوقع نیست، کیفیت سماست
واقعی این بود کہ بقلم آمد و جواب شقہ بادشاہی
بنستہ سلطان العلما مجتہد العصر والزمان بحضور
بادشاہ جمجاہ درسانیدہ شد، نزد اینجانب نسبت
کہ منزوی فرستادم فقط واللّٰہ اعلم بحقیقۃ الحال و
صدق المقال وانا متورع البال تحریر فی التاریخ
یازدہم شہر عظمت بحر ربیع الثانی سنہ ایکہزار
و دوبست و ہفتاد ہجری نبوی قدسی،

شقہ کی چاہتے ہین، پھر میرے استغاثہ کی
سماعت اور احقاق حق و ازہاق باطل کی
کوئی امید وہان نہین ہے،
محررہ ۱۱۔ ربیع الثانی ۱۲۷۰ھ

یہ کیفیت مرزا حیدر شکوہ بہادر نے سلطان العلما کی خدمت مین پیش کی، جناب موصوف
نے اپنی ذیل کی کیفیت کے ساتھ اُسکو بادشاہ اودھ کے پاس بھیجدیا۔

نقل کیفیت سلطان العلما۔

کیفیت حال بدین منوال است کہ مرزا حیدر شکوہ بہادر
و مرزا نور الدین بہادر از زمرۂ شاہزادگان سلاطین
شاہجہانیہ مستند از بارگاہ بادشاہ جمجاہ دہلی السلطنت

کیفیت حال یہ ہے کہ مرزا حیدر شکوہ بہادر
و مرزا نور الدین بہادر سلاطین شاہجہانیہ کے
شاہزادون مین سے ہین بادشاہ شاہجہان آباد کی

شاہجہان آباد حرست عن الفتن والفساد قتۃ موسومہ
اضعف العباد آوردند وتفصیل حالش ازکیفیت رسلہ
ایشان کہ موصولہ این کیفیت است واضح میشود
واحتمال تقیہ کہ درآن کیفیت مذکور گردیدہ مستبعد
نیست چنانچہ درزمان ماضی ہرگاہ بادشاہ
غفران پناہ حضرت بہادرشاہ طاب ثراہ و
جعل الجنۃ مثواہ کہ از جملہ اجداد وامجاد دہمنام
بادشاہ جمجاہ حال بودہ اند وبحلیہ فضل وکمال
آراستہ وبزیور تشیع وتولاے آل عترت
پیراستہ درعہد خود علماے لاہور را جمع ساختہ
حقیقت امامت جناب ولایت مآب حضرت
امیر المومنین . . . .
ویعسوب الدین اسد اللہ الغالب علی ابن طالب
علیہ وآلہ اکرام الاف التحیہ والسلام را ثابت
نمودند وحجت برایشان تمام نمودند وخطیب را
مامور ساختند کہ بعیت شاہزادہ عظیم الشان
بمسجد جامع رفتہ درخطبہ کلمہ علی ولی اللہ ووصی
رسول اللہ بالاے منبر بخواند، چون شاہزادہ
مذکور از محبت اہل بیت براحل دور بود ایما

جانب سے میرے نام تتمہ لائے اور
اسکی کیفیت شاہزادون کی رسالہ
تحریرمین موجود ہے، تقیہ کا احتمال مستبعد
نہین ہے۔
چنانچہ گذشتہ زمانہ مین حضرت بہادرشاہ نے
کہ صاحب علم اور شیعہ تھے لاہور مین
اپنے عہد مین علما کو جمع کیا اور حضرت علی
کی امامت کو ثابت کیا اور خطیب کو
مامور کیا کہ شاہزادہ عظیم الشان کے
ساتھ جامع مسجد مین جاکر خطبہ مین کلمہ
علی ولی اللہ ووصی رسول اللہ منبر پر کہے شاہزادہ
مذکور کو اہل بیت کی محبت نہ تھی اس نے
خطیب کو قتل کرادیا، دشمنون کے بدولت
ترویج دین نہین ہوئی، چنانچہ کتب سیر
وتواریخ مین ذکر موجود ہے اور عام طور پر
مشہور ہے، زمانہ گذشتہ کا حال مثل
حال کے زمانہ کے ہے کہ جب تتمہ کے
آنے کی خبر جوان اور بوڑھون کے
کان تک پہنچی اور علم مبارک بھی آیا تو

بقتل خطیب نمود وآن سعید شہید گردید وبسبب
بودن معاندین ترویج دین ممکن نشد، چنانچہ
درکتب سیر وتاریخ مذکور ومسطور وبرالسنہ
جمہور دائر وسائر ومشہور است، وحال زمان ماضی
مشابہ حال زمانہ حال است کہ چون خبر ورود
تتمہ شاہی بگوش برنا وپیر رسید وعلم مبارک نیز
گرہ کشا گردید، عوام کالانعام اراجیف و
اکاذیب را در مکاتیب وغیر مکاتیب شتہر
نمودہ غلغلہ عظیم درشاہجہان آباد انداختند و
لواے فتنہ وفساد را برافراختند تا اینکہ این
خبر دراین شہر مشتہر گردید کہ ارباب عناد میخواہند کہ
نام نامی واسم سامی بادشاہ جمجاہ را از خطبہ
بیرون آرند وسامان ہنگامہ بلوی را مہیا
سازند ہرچند درین زمان امن وامان کہ زمام
حسن انتظام وعنان رتق وفتق مہام ممالک
محروسہ بقبضہ اقتدار صاحبان عالیشان نصفت
نشان عظماے انگلستان می باشد احدے از
رعایا وبرایا مجال آن ندارد کہ ہنگامہ فتنہ و
فساد دران بلاد برپا سازد ونام نامی را از

عوام کالانعام نے جھوٹی باتین تحریر اور
تقریر سے مشتہر کرکے شاہجہان آباد مین
شورش کی۔

یہانتک کہ اس شہر مین بھی یہ خبر مشہور ہوئی
کہ دشمن نام نامی بادشاہ کا خطبہ سے
نکالنا چاہتے ہین گو اس امن وامان کے
زمانہ مین کہ انتظام ملک کا صاحبان
انگلستان کے ہاتھ مین ہے، رعایا مین سے
کیکی مجال نہین ہے کہ وہان ہنگامہ فساد
برپا کرے اور نام نامی کو خطبہ جمعہ و
عیدین سے نکالے، لیکن بوجہ احتیاط کے
احتمال تقیہ ضرور ہے تاکہ عوام کے سوا

خطبہ جمعہ و عیدین برآرد۔ لیکن باہم مراعات
حزم و احتیاط احتمال تقیہ بنا بر تحرز از بلوای
عام عوام بلکہ انتقاد از خواص ذوی الاحترام
مثل شاہزادگان والا تبار و مخدرات عالی
مقدار و اراکین و ساطین کبار کہ ہمگی آن
من شدہ و ندر تصلب و تعصب در تسنن
دارند گنجائش دارد۔ بہر حال بدون تحقیق و تحقق
حل و تدلیس مقام استرداد شقہ مذکور نیست کہ
منافی تحقیق است۔ حررہ یوم اثنا العشر خلون
من ثانی الاربعین سنہ ۱۲۷ھ

خواص سے بھی مثل شاہزادگان اور
محلات کے جو متعصب سنی ہین فساد کا
اندیشہ نرہے، بہر حال بغیر تحقیق حل شقہ کے
واپسی بہتر نہین ہے۔

مورخہ ۱۱۔ ربیع الثانی سنہ ۱۲۷ھ

معلوم نہین ہوتا کہ نیتجہ اس خط کتابت کا کیا ہوا۔ ظفر نے ایک فارسی کی مثنوی مرزا غالب سے لکھوائی اور اسکو اپنے تخلص سے شایع کیا، واجد علیشاہ پر یہ بھی ایک حملہ تھا آیندہ اسکا ثبوت بھی ملجائیگا کہ یہ مثنوی مرزا غالب کی ہے،

(باقی)

تلخیص و تبصرہ
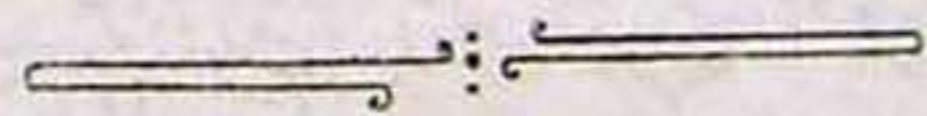
امپریل لائبریری کلکتہ

مسٹر چیمپین، لائبریرین کلکتہ امپیریل لائبریری نے کلکتہ ریویو کے مارچ نمبر مین ہندوستان کے سب سے بڑے کتبخانہ پر ایک دلچسپ و پر معلومات مضمون تحریر کیا ہے، جسکے جستہ جستہ مقامات ناظرین معارف کے سامنے پیش کئے جاتے ہین:۔

ہم انگریزون نے ہندوستان مین آکر جو جو کارنمایان انجام دیئے ہین، انکی فہرست طویل ہے، اور ہماری قوم اُن پر اگر فخر کرے تو بالکل بجا ہوگا، تاہم ہماری کوتاہیان اور فروگذاشتین بھی کچھ کم نہین جنکا سبب خواہ یہ ہو کہ مادیات مین ہمکو بہت زیادہ انہماک رہا، یا یہ ہو کہ ہماری تخئیل اتنی کمزور ہے کہ ان چیزون کی جانب کبھی ذہن ہی نہین منتقل ہوا۔

اس قسم کی کوتاہیون اور فروگذاشتون کی ایک نظیر یہ ہے کہ آج تک ہم ہندوستان مین ایک بھی کاپی رایٹ، کتبخانہ قائم کرسکے، اس اصطلاح سے وہ کتبخانہ مراد ہوتے ہین جو ملک کے تمام مطبوعات کا ایک ایک نسخہ بلاقیمت پانے کے مجاز ہوتے ہین، برطانیہ مین اس قسم کے کتبخانے تعداد مین پانچ ہین:۔ برٹش میوزیم (لندن) بوڈلین لائبریری (آکسفرڈ) یونیورسٹی لائبریری (کیمبرج) ایڈوکیٹس لائبریری (ایڈنبرا) اور ٹرنیٹی کالج لائبریری (ڈبلن) برطانیہ و آئرلینڈ کے تمام مطبوعات کا ایک ایک نسخہ ان کتبخانون کو مفت پہنچتا رہتا ہے، صرف مطبوعات ممالک غیر انہین خرید کرنا ہوتی ہین محل حیرت یہ ہے کہ اگرچہ خاص ہندوستان مین کوئی کاپی رائٹ کتبخانہ موجود نہین تاہم ہندوستان سے باہر دو ایسے کتبخانے موجود ہین، جنہین مطبوعات ہند کا ہر نسخہ مفت پہنچتا رہتا ہے، اور یہ برٹش

میوزیم اور انڈیا آفس کے کتبخانے ہین، جنہین ایکٹ مطابع و مطبوعات ۱۸۶۷ء کے مطابق تمام مطبوعات ہند نذر ہوتی رہتی ہین، اس قانون کے نفاذ کے وقت ہندوستان مین امپریل لائبریری کا وجود نہ تہا، ورنہ ناممکن تہا کہ اسے یہ حق نہ پہنچتا، لیکن اب جبکہ اسکا وجود ہے، کیا یہ توقع رکہنا بیجا ہوگا کہ مطبوعات ہند کا کل ذخیرہ اُن سمندر پار کتبخانون سے واپس ہوکر اُسکو ملنا چاہیئے۔

لارڈ کرزن نے ایک مرتبہ بڑی ہمت کرکے کچھ کتابین، امپریل لائبریری کو تحفۃً دین اور یہ خواہش کی کہ اُنہین دار المطالعہ مین علحدہ رکہدیا جائے تاکہ بعد کے وائسرائے بھی اُسکی تقلید کرتے رہین لیکن ہمارے جمود و بے التفاتی کا یہ عالم ہے کہ اسکے بعد سے آج تک کسی وائسرائے نے اس قسم کی توجہ تو الگ رہی، لائبریری کو جہانکا تک نہین، صرف ایک گورنر بنگال، لارڈ کارمایکل نے ایکبار لائبریری کو اپنے قدوم سے مشرف کیا تہا، لیکن اسکے بعد اُنہون نے کبھی اس جانب رُخ نہ کیا، اور لائبریری کے لئے مالی امداد کی چیخ پکار پر مطلق التفات نہ فرمایا،

ہماری قوم کے متفرق افراد نے وقتاً فوقتاً توجہ کی، لیکن زیرہ سے کہین اونٹ کا منہ بہرسکتا ہے پندرہ برس ہوئے ہری ناتہہ ڈے (ناظر دوم کتبخانہ) نے اسکے کاپی رائٹ قرار دیئے جانے کی تحریک کی تہی، ہنوز اسکا روز اول ہے، سال دو برس ہوئے، مسٹر مان نے جو اسوقت قائم مقام ناظر کتبخانہ تھے، مجھے خوب لکہا کہ "سچ تو یہ ہے کسی کو بھی کتبخانہ سے دلچسپی نہین"۔

میرے کہنے کا مقصود یہ ہے کہ ہم انگریزون کی کوتاہی تو اس بارہ مین بالکل مسلّم ہے، لیکن اب ہندوستان مین دور جدید کا آغاز ہے، ہر شعبہ خود فرزندان ملک کے ہاتھ مین آتا جاتا ہے، یہ ایک دماغی و روحانی ترقی کا سوال ہے، کیا ہندوستانی اس باب مین انگریزون پر سبقت نہ لیجائینگے؟

ماضی

اس لائبریری کی بنیاد لارڈ کرزن کی تحریک پر ۱۹۰۲ء مین پڑی، نہ برٹش میوزیم و انڈیا آفس

لائبریری کی طرز کے بیسیون کتبخانے یورپ مین دیکہہ چکے تھے، جنکی مدد سے فلسفہ، مذہب، تاریخ وغیرہ کے علمار مطالعہ و تحقیقات کا کام جاری رکھتے ہین، اسکی کوئی مثال انہین ہندوستان مین نظر نہ آئی، ایشیاٹک سوسائٹی وغیرہ کے جو کتبخانے تھے وہ قطع نظر مختصر ہونے کے صرف اپنے ارکان کے لئے محدود تھے۔

کلکتہ کے دو کتبخانے، ایک سکریٹریٹ لائبریری، دوسرے پبلک لائبریری، اس کام کیلئے موزون نظر آئے، دونون مین دس دس ہزار نسخون کا ذخیرہ موجود تہا، انہین کو یکجا کرکے ۱۹۰۲ء مین بیس ہزار کتابون کی تعداد سے مٹکاف ہال کی عمارت مین امپریل لائبریری وجود مین آگئی۔

اس بیس برس کے عرصہ مین جتنی فہرستین تیار ہوچکی ہین، اور جنکی مدد سے اضافۂ کتب پر روشنی پڑ سکتی ہے، اسکا حال تفصیل ذیل سے معلوم ہوگا:-

فہرست مصنفین مطبوعات السنۂ یورپ مع ضمیمۂ اخبارات دو جلد ۱۹۱۴ء	۲۴۶۰۰
ضمیمۂ اول دو جلد ۱۸-۱۹۱۷ء	۲۰۰۰۰
فہرست مضمون وار دو جلد ۱۰-۱۹۰۸ء	۳۱۰۰۰
فہرست کتب سنسکرت	۲۶۰۰
فہرست کتب بنگالی	۴۹۰۰

غیر مرتب کتابون کی تفصیل یہ ہے:-

کتاب السنۂ مغربی	۲۰۰۰
مطبوعات متعلق بہ پارلیمنٹ	۱۰۰۰۰
مطبوعات سرکار ہند	۵۰۰۰۰
مطبوعات کانگرس ممالک متحدہ امریکہ	۸۰۰۰

مطبوعات زبان فارسی	تعداد نامعلوم
مطبوعات زبان اُردو	"
سنسکرت قلمی نسخہ	۲۱۰

پڑہنے والے کے دل مین سوال پیدا ہوگا کہ اس لائبریری کی رکنیت کے شرائط کیا ہین؟ اور کوئی شخص اسکا کیونکر ممبر بن سکتا ہے، جواباً عرض ہے کہ آپ خود مدت سے اسکے ممبر ہین اجدید رکنیت کی حاجت نہین، واقعہ یہ ہے کہ ہندوستان کا ہر شخص، جسکی عمر ۱۸ سال سے زاید ہے، قانوناً اس کتبخانہ کا ممبر ہے، اور یہی نہین کہ اسکی عمارت کے اندر آکر کتابون سے مستفید ہو سکتا ہے، بلکہ جب اور جہان چاہے بے تکلف یہان سے کتابین منگا سکتا ہے۔

مستقبل

مستقبل مین ہماری شدید ضروریات دو ہین، سب سے بڑی ضرورت ایک جدید دوسیع عمارت کی ہے، کتبخانہ کا موجودہ مستقر مشکاف اہال ہماری ضروریات کے لئے بہت ہی ناکافی ہے اور اسکا امکان ہی نہین باقی رہا ہے کہ موجودہ ذخیرہ الکتب کی اسمین پوری طرح سمائی ہو سکے اس سے بھی اہم تر وجہ جدید دوسیع عمارت کی یہ ہے کہ کتابون کا کاغذ گلتا چلا جا رہا ہے، اور کتابین دیکھتے دیکھتے فنا ہوتی جا رہی ہین، موجودہ عمارت مین اس مرض کا کوئی علاج ممکن نہین، اسکی تدبیر صرف یہی ہو سکتی ہے کہ جدید عمارت کو اس ڈہنگ سے بنایا جائے کہ مصنوعی ہوا کا اسمین ہر وقت گذر ہوتا رہے اور عمارت کے اندر موسمی حالت ایک خاص سطح پر مستقل کر دیجائے، لندن اور پیرس کے کتبخانون مین اسکا انتظام ہے، وہان کاغذ سڑنے گلنے سے محفوظ رہتا ہے، بخلاف اسکے ہمارے کتبخانہ کی کتابین ایک ایک کرکے فنا ہوتی جا رہی ہین، سیکڑون کتابین ایسی ہین جو الماری مین رکھے رکھے ابتر کی قسم کا صدمہ باگزند پہنچے برادہ یا راکھ ہو کر رہ گئی ہین،

دوسری ضرورت یہ ہے کہ اس کتبخانہ کو دہلی منتقل کرنے کی جو تجویز ہوئی ہے، اسے ہرگز نہ چلنے دیا جائے، مصارف کی زیرباری سے قطع نظر کرکے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اتنی بڑی لائبریری صرف اسی مقام پر قائم رہ سکتی ہے جو بہت بڑا علمی مرکز ہو، برٹش میوزیم کا چیف لائبریرین ہر وقت ہر علم و فن کے ماہرین فن و علماء سے گھرا رہتا ہے، جو اُسے مختلف علمی ضروریات پر توجہ دلاتے، اور اپنے اپنے شعبہ سے متعلق مشورہ دیتے رہتے ہین، یہ بات امپریل لائبریری کے ناظر اعلیٰ کو دہلی مین بیٹھکر بہلا کیونکر حاصل ہو سکتی ہے، یہ نعمت تو صرف کلکتہ یونیورسٹی کے پروفیسرون اور حیوانیات ارضیات وغیرہ کے ماہرین فن ہی کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتی ہے، البتہ اس حیثیت سے کلکتہ کے بعد اگر کسی اور شہر کا نام لیا جا سکتا ہے تو وہ بمبئی ہے، باقی دہلی مین تو اسکی بالکل صلاحیت نہین،

(کلکتہ ریویو)

آثار مصر

صحرائے مصر کے بہت سے حالات ابتک ہمارے لئے اسرار سربستہ ہین، ۱۹۱۴ء مین جب سے لاہون کے مشہور خزانہ کا انکشاف ہوا، اسکے بعد سے آثار مصر کی تحقیقات کا سلسلہ پانچ برس تک ملتوی رہا، یہانتک کہ ۱۹۱۹ء کے موسم سرما مین جب حالات ساعد ہو گئے، تو پروفیسر پیٹری اور انکے شاگردون نے قاہرہ کے جنوب مین تحقیقات صحرا کا کام ازسرنو شروع کیا، اور اسوقت سے یہ کام بڑی تیزی اور سرگرمی سے جاری ہے، تحقیقات کے ثمرات، حال مین یونیورسٹی کالج لندن مین پیش کئے گئے تھے،

ان آثار کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ حیات بعد الموت جسمین ہم لوگ شک و تذبذب کر رہے ہین مصریون کے ہان ایک طے شدہ چیز تھی، انکے عقاید اس باب مین جو کچھ تھے اسکو وہ تصویرون اور نقوش کے ذریعہ سے ظاہر کرتے رہتے تھے، اور آج یہ تصاویر و نقوش بہ کثرت دستیاب ہو گئے ہین، مقبرون کی

دیوارون کی اندرونی سطح پر اور راستون مین جو کوڑا کرکٹ پڑا ہوا ہی اُسمین اس قسم کا ذخیرہ بڑی تعداد مین ملا ہے،

مشہور قدیم شہر ہریکلیو پولیس کے گورستان مین تلاش و تحقیق بہت سود مند ثابت ہوئی ہی اور تابوتون اور مقبرون کی دیوارون پر جو کتبے ملے ہین، ان سے معلومات مین معتد بہ اضافہ ہوا ہے، تحقیقات کے یہ شعبے دشواریون سے لبریز تھے، اسلئے کہ مصر مین قبرستانون کے ساتھ دشمنی شروع سے چلی آتی ہی، لوگ قبرین کھود کھود کر مردون کی صورتین بگاڑ دیتے تھے، ڈاکو اور غارتگر طمع زر و جواہر مین آ کر قبرین کھود ڈالتے تھے، اور بعض دفعہ خود گورکن یہ حرکت کرتے رہتے تھے، ایسی حالت مین ان مسخ شدہ آثار سے مفید معلومات اخذ کرنا پروفیسر پٹری اور ان کے رفقا ہی کا کام تہا،

سنہ مین علماے اثریات کی یہ جماعت قاہرہ کے جنوبی صحرا مین خیمہ زن رہی، اسکے ماتحت عملہ مین تعداد کثیر خاص مصریون کی تہی، ان لوگون کے ساتھ کام کرنے کے تجربات نہایت خوشگوار ثابت ہوئے قدرے قلیل تنخواہ یا معاوضہ جو کچھ انکو دیا جاتا تہا، اُسے یہ بمسرت تمام لے لیتے تھے، اور اس باب مین اسقدر دیانت دار و محتاط تھے کہ ایک مرتبہ ایک اتوار کو (جو یوم تعطیل تہا) ایک مصری مزدور اپنے گاؤن سے مسافت بعیدہ طے کر کے محض اسلئے پڑاؤ پر آیا کہ ایک روز بیشتر اُسے بقدر دو پنس (دو آنہ) کے جو مزدوری زاید مل گئی تہی اُسے واپس کر دے۔

سطح زمین سے صرف ڈیڑھ فٹ کی گہرائی پر ایک نوجوان لڑکی کی نعش برآمد ہوئی، جو ۶۰۰۰ سنہ قبل مسیح (یعنی آج سے تقریباً آٹھ ہزار سال پیشتر) کی ہی، یہ نعش بالکل صحیح و محفوظ حالت مین ہے، لڑکی اپنے سر کو بجاے تکیہ کے ایک ہاتھ پر رکھے ہوے ہی اور بالکل یہ معلوم ہوتا ہے کہ حالت خواب مین ہے۔

نمائش مین منجملہ عام دلچسپی کی چیزون کے ایک کہیل کا تختہ ہی، اس کہیل کا نام بازی شصت خانہ ہی، اس تختہ مین ساٹھ خانہ بنے ہوئے ہین، یہ کہیل شطرنج سے مشابہ ہی، پروفیسر پٹری اسکے اصول و قواعد دریافت کر رہی ہین، ادو رنگین تابوت، ایک اندرونی ایک بیرونی بھی دریافت ہوئی ہین، جنکے رنگ اسقدر تازہ ہین کہ معلوم ہوتا ہی آج کے رنگے ہوئے ہین۔

اخبار علمیۃ

ایک فرنچ پہلوان موں سایڈ نگرنا نے حال مین اپنی ٹانگون کے اوپر ۴۰۰۰ پونڈ (۵۰ من) سے زیادہ کا وزن اُٹھا کر حیرت انگیز قوت بارکشی کا ثبوت دیا، یہ شخص زمین پر چت لیٹ گیا اور ٹانگین اوپر اُٹھا کر سیدھی کھڑی کر دین، ان پر آٹے کی بڑے بڑے وزنی بورے لادے جانے لگے تا آنکہ انکا وزن تیس من تک پہنچگیا، اس پہلوان کے عضلات اس خطرناک تجربہ کے وقت اگر ذرا بھی کمزوری دکہاتے تو اسکی موت یقینی تہی،
(ماڈرن ریویو)

فرانس مین اسکے تجربات عرصہ سے ہو رہے تھے کہ مچھرون کو بمقابلہ انسان کے کن کن حیوانات کے خون سے زیادہ رغبت ہوتی ہے، اب ثابت ہوگیا کہ انہین سب سے زیادہ رغبت خرگوش کے خون سے ہوتی ہے، اسلئے فرانس مین اکثر گھرانون مین اب خرگوش پالنے کا رواج ہو چلا ہے کہ مچھر اپنی توجہ بجاے انسان کے اسی کی طرف زیادہ رکہین گے۔
(ایضاً)

کلکتہ یونیورسٹی کمیشن نے اپنی رپورٹ مین تحریر کیا تہا کہ ہندوستان کے منارۂ تعلیم کا اوپری سرا بہت بہاری ہے، یعنی اعلیٰ تعلیم پر بمقابلہ ادنیٰ تعلیم کے بہت زیادہ توجہ کیجاتی ہے، اور اس سے نظام تعلیم کی ایک غیر طبعی حالت پیدا ہو جاتی ہے، ذیل کے دلچسپ اعداد اس تشخیص کی تائید کرینگے۔

نام ملک	تعداد آبادی فی صد جو ابتدائی مدارس مین زیر تعلیم ہے
امریکہ	١٩٫٨٧

انگلستان	۱۴٫۵۲
جرمنی	۱۶٫۳۰
فرانس	۱۳٫۹۰
جاپان	۱۳٫۰۷
سیلون	۸٫۹۴
ہندوستان	۲٫۳۸

یہ تناسب ابتدائی مدارس کے طلبہ کا تہا، اسکے مقابلہ مین ثانوی مدارس کے طلبہ کی تعداد دیکہنا چاہئے

ملک	تعداد آبادی فی صد جو ثانوی مدارس مین زیر تعلیم ہے
امریکہ	۱٫۵۰۲
انگلستان	۰٫۱۶۲
جرمنی	۰٫۹۸۸
فرانس	۰٫۳۲
جاپان	۰٫۳۵۴
ہندوستان	۰٫۴۸۶

گویا اس باب مین ہندوستان دو متمدن ممالک جاپان و فرانس سے آگے ہے اور انگلستان کے قریب۔

اعلیٰ یا یونیورسٹی کی تعلیم کو دیکہا جائے تو یہ اعداد اور بہی زیادہ سبق آموز ثابت ہونگے:-

جرمنی	۰٫۰۹۳

انگلستان	۰٫۰۵۴
فرانس	۰٫۱۰۶
اٹلی	۰٫۰۶۳
امریکہ	۰٫۲۱۸
جاپان	۰٫۰۱۴
ہندوستان	۰٫۰۲۴

جو تناسب اس باب مین ہندوستان کو دیگر متمدن ممالک سے ہے، وہی صوبہ متحدہ کو سارے ہندوستان سے حاصل ہے، ابتدائی تعلیم کے اعداد کل صوبون کے حسب ذیل ہین:-

مدراس	۴٫۰۸
بمبئی	۴٫۲۴
بنگال	۴٫۲۵
برہما	۴٫۶۳
آسام	۳٫۳۴
ممالک متوسط و برار	۲٫۵۱
پنجاب	۲٫۴۴
بہار و اڑیسہ	۲٫۴۰
صوبہ سرحدی شمالی و مغرب	۲٫۲۰
صوبہ متحدہ	۱٫۹۷ !!

لیکن اگر ثانوی و اعلیٰ تعلیم کے مجموعی اعداد کو پیش نظر رکھا جائے تو صوبہ متحدہ کا مرتبہ بجائے سب سے آخر ہونے کے تیسرے نمبر پر اس صوبہ وار تعلیمی برادری مین دکھائی دیگا:-

بنگال	۱۲٫۰
پنجاب	۱۲٫۰
صوبہ متحدہ	۱۰٫۰
بمبئی	۸٫۴
ممالک متوسط	۷٫۶
مدراس	۶٫۶
آسام	۶٫۶
بہار و اڑیسہ	۴٫۹
برہما	۶٫۰

ہر صوبہ مین اوسطاً ہر طالبعلم پر جو مصارف تعلیم پڑتے ہین اُن کا تخمینہ حسب ذیل ہے:-

	کالجی تعلیم	ابتدائی تعلیم
مدراس	۱۷۰٫۴ روپیہ	۴٫۹ روپیہ
بمبئی	۱۶۵٫۲ "	۹٫۳ "
بنگال	۱۰۲٫۱ "	۳٫۵ "
صوبہ متحدہ	۲۳۶٫۴ "	۴٫۵ "
پنجاب	۱۵۸٫۳ "	۶٫۸

اسکے مقابلہ مین یہ بھی پیش نظر رکھنا چاہیے کہ فی ہزار آبادی پر محکمہ تعلیم ہر صوبہ مین کسقدر خرچ کرتا ہے:

مدراس	۵۵۰ روپیہ
بمبئی	۸۲۰ "
بنگال	۵۶۰ "
صوبہ متحدہ	۳۳۰ "
پنجاب	۵۹۰ "

ماہرین فن کا بیان ہے کہ دنیا مین جسقدر زندہ اجسام کی انواع ہین، تخمیناً انکی پانچ گنی تعداد مین کیڑون کی انواع ہین، آج سے ستر سال پیشتر محققین کو کیڑون کی ۱۷۰۰۰۰ نوعون کا علم تھا، موجودہ تخمینہ کم از کم ۷۵۰۰۰۰ نوعون کا ہے، ۳۵۰۰۰۰ انواع تو صرف یورپ مین شمار مین آچکی ہین، اکثر انواع درختون اور نباتات مین رہتی ہین،

کئی سال ہوئے ایک نامور سائنٹسٹ نے چیونٹیون کی آبادی کا تخمینہ لگانا چاہا، اور اس غرض کیلئے اس نے پانچ مور خانون (چیونٹی گھردن) کا انتخاب کرکے اُنکے باشندون کو زہریلی گیس سے ہلاک کردیا، اسکے بعد جو لاشون کو شمار کیا تو پانچون گھردن سے علی الترتیب تعداد ذیل برآمد ہوئی:- ۱) ۵۲۰۱۰، ۲) ۶۴۴۷۰، ۳) ۱۹۳۳۳، ۴) ۹۳۶۹۴، ۵) ۱۷۹۲۸ - ان مین غیر حاضر آبادی کا اگر بقدر دس ہزار کے اور اضافہ کردیا جائے تو میزان ایک لاکھ سے اوپر پہنچتی ہے،

دیمکین ایک ایک بانبی کے اندر لاکھون کی تعداد مین رہتی ہین، مکھی کے ہر بڑے چھتہ مین ۶۰ ہزار کی آبادی ہوتی ہے۔

—— (ڈیلی میل)

ایک ماہر امراض دماغی، ڈاکٹر ولیم براؤن نے لندن کے ایک دار الصحت (انسٹیٹیوٹ آف ایمرجنسی)
کے سامنے لکچر دیتے ہوے بیان کیا کہ بعض ماہرین نفسیات کا یہ جو خیال قائم ہو گیا ہے کہ خواب ہمیشہ
معنی خیز ہوتا ہے، اور کسی مخفی جذبۂ انسانی کی غمازی کرنے والا، یہ خیال واقعات کی رو سے غلط ہے،
بکثرت خواب ایسے ہوتے ہین جنہین کسی گذشتہ کیفیت نفسی سے کوئی تعلق نہین ہوتا، بلکہ محض عضوی
وجسمانی تغیرات کے معلول ہوتے ہین، اپنے دہ سالہ تجربات کی بنا پر ڈاکٹر براؤن نے وثوق کے
ساتھ چند دلچسپ نظایر بھی پیش کئے، مثلاً

(۱) ایک مرتبہ ایک سوتے ہوئے شخص کے پیرون سے تیز گرم پانی کی بھری ہوئی بوتل مس کرائی گئی
تو اس شخص نے خواب دیکھا کہ وہ آتش فشان پہاڑ کی گرم خاکستر پر چل رہا ہے،

(۲) ایک اور سوتے ہوئے شخص کی پیشانی پر پانی چھڑکا گیا تو اس نے یہ خواب دیکھا کہ وہ ٹلی مین
شراب پی رہا ہے،

(۳) ایک مریض کا ایک عزیز پردیس مین تھا جسکی خیریت نہ معلوم ہونے سے اسے تشویش رہتی تھی
ایک روز اس نے یہ خواب دیکھا کہ اس عزیز کا شکار ماہی کرتے ہوئے گر کر ٹخنہ اکھڑ گیا ہے اور یہ شخص
اسکے لئے کریچ کی تھیلی مین پانی بھر کرلئے جا رہا ہے، اسی خواب کی حالت مین یہ مریض اپنے تکیہ کو
ہاتھ مین لیکر چل کھڑا ہوا۔

ریڈیم کی دریافت ۱۸۹۶ء مین ہوئی تھی، اس ۲۶ برس کے عرصہ مین اسکی کتنی مقدار پیدا ہوئی
اور کہان صرف ہوئی؟ ان سوالات کے جوابات مین مشہور سائنٹسٹ سرارنسٹ ردرفورڈ (ڈایرکٹر
کیونڈش لیبوریٹری، کیمبرج یونیورسٹی) نے رایل انسٹیٹیوشن لندن کے سامنے ایک لکچر کے دوران مین
بیان کیا کہ ابتک کل چھ اونس ریڈیم دنیا بھر مین پیدا ہو سکا اور اسکی قیمت تقریباً ۴۰ لاکھ پونڈ

(چار کرور روپیہ) ہوئی، اس مقدار کا ایک معتدبہ حصہ ضروریات جنگ کے کام آیا، اور بیشتر حصہ
اب تک مختلف اسپتالون مین زیر استعمال ہے۔

برطانیہ کی فلسفیانہ انجمنون، ارسٹاٹیلین سوسائٹی، برٹش سایکالوجیکل سوسائٹی اور مائنڈ ایسوسی
ایشن کا ایک مشترک جلسہ ۱۴ جولائی لغایت ۱۷ جولائی بمقام مانچسٹر منعقد ہونا قرار پایا ہے، جسکے مختلف
اجلاسون مین مختلف مسایل فلسفہ ونفسیات پر بحث ہوگی، اور انگلستان کے نامور علماے فلسفہ شریک
ہونگے۔ ایک عنوان یہ ہے: "کیا تاریخ اور سائنس علم انسانی کے مختلف اصناف ہین"؟ اسپر جو مباحثہ
ہوگا اسمین متعدد فضلا حصہ لین گے۔

بھاپ کو اگر سرخ دہکتے ہوئے انگارون کی گرمی پہنچائی جائے تو ہیڈروجن کی بڑی مقدار
ارزان قیمت مین دستیاب ہو سکتی ہے، ایک نامور ڈچ سائنٹسٹ نے اسکا دعوی کیا ہے۔

(پاپولر سائنس)

سیارۂ مریخ گردش کرتے کرتے ۱۹۲۴ء مین کرۂ ارض کے اسقدر قریب آجائیگا کہ پھر ایک صدی
تک اسقدر قربت نہ ہو سکیگی، اس حسن اتفاق سے فایدہ اٹھانے کے لئے پروفیسر ڈیوڈ ٹاڈ اور سٹرین ایلی
یکانی نے تجویز کیا ہے کہ جنوبی امریکہ کے ملک چلی مین ایک کان کو جواب بیکار ہو گئی ہے، بطور دوربین کے
خول کے استعمال کیا جائے، اور اسپر آئینہ لگا کر اس سے دوربین کا کام لیا جائے، اس عظیم الشان و
دیوہیکل دوربین کا طول تین سو فٹ سے زاید اور عرض پچاس فٹ ہوگا، اور اسکی قوت سے مرئی اشیاء
اپنے اصلی جسامت سے ۲ کرور گنی بڑی دکھائی دیگی! اس لحاظ سے مریخ ۲۴ء مین ہمارے

کرۂ ارض سے گویا ۱/۲ میل کے فاصلہ پر آجائیگا، اسوقت ہم پورے طور پر اسکی کیفیات وحالات کا مشاہدہ کرسکین گے، اور اسطرح ان اختلافات کا جو مریخ کی آبادی وغیرہ سے متعلق عرصہ سے چلے آرہے ہین کوئی قطعی فیصلہ ہوسکیگا۔

(پاپولر سائنس)

پولینڈ کا ایک باشندہ رومن یونڈوسکی اچھا خاصہ تندرست شخص تھا، چندسال ہوئے وہ ایک گاڑی پر جارہا تھا کہ کسی شخص نے اُسپر ریوالور سے فیر کردیا، دو گولیان اسکے سر مین لگین اور دونون وہین رہ گئین، چند روز کے بعد اسکا دماغ بگڑنا شروع ہوا، اور دیوانگی کے آثار معلوم ہونے لگے، یہانتک کہ لوگون پر وہ قاتلانہ حملہ کرنے لگا، جیلخانہ بھیجا گیا، اور وہان سے چھوٹنے کے بعد پاگل خانہ، چار برس اسی حالت مین گذر گئے، بالآخر ایک ڈاکٹر نے اسکے اچھا کردینے کا بیڑہ اٹھایا، اور پہلے ایکس ریز کی مدد سے اسکا مشاہدہ کرکے کہ گولیان سر کے کس کس حصہ مین ہین، اسکے سر پر اپریشن کرکے جو گولی زیادہ نازک حصہ مین تھی اُسے نکال لیا، اسکے بعد سے وہ شخص اچھا ہوگیا، جنون ودیوانگی کے آثار تک نہ باقی رہے، اور اب وہ اچھے ہوش وحواس والے آدمیون کی طرح رہتا سہتا ہے، اپریشن مین کل ۲۲ منٹ لگے، پہلے وہ بہت خطرناک معلوم ہوتا تھا، لیکن بالآخر ہر طرح کامیاب ثابت ہوا۔

(ایضاً)

خلافت اور ہندوستان ۸ /

ادبیات

خیالاتِ عزیز

جناب عزیز لکھنوی

جب سے ترا خیال ہم آغوش ہوگیا — مین خود ہی اپنے دل سے فراموش ہوگیا

تھی عشق مین حقیقتِ ہستی بس اسقدر — اک آہ بھر کے آتشِ خاموش ہوگیا

تھا اسکے قبل بزم مین ہنگامہ گرم کن — سمجھا مین رازِ دہر تو خاموش ہوگیا

جب سے خیال وعدہ وفائی ہوا اُسے — اس دن سے اور زود فراموش ہوگیا

ہیبت پہ ہے سکوت کا الزام کس لئے — خاموش کردیا ہے کہ خاموش ہوگیا

اک بیکسی سی چہرۂ صبحِ وطن پہ تھی — یہ رنگ دیکھکر مین کفن پوش ہوگیا

رختِ کثیف جسم بہت بار تھا مجھے — احسان اجل کا آج سبکدوش ہوگیا

اب تم ہو اور تجلیِ برقِ نگاہ ہے — ہشیار اہل بزم مین بیہوش ہوگیا

طغیانِ ناز نے مجھے طوفان بنادیا — ہر قطرہ خون کا ہمہ تن جوش ہوگیا

صرف امتحان اہل حقیقت کے واسطے — وہ پردۂ مجاز مین روپوش ہوگیا

کچھ اور بڑھ گئے مری عصیان کے حوصلے — تونے غضب کیا کہ خطا پوش ہوگیا

بجلی چمک رہی تھی یہ تمہید امتحان — پردہ سرک رہا تھا کہ بیہوش ہوگیا

کیا دیکھتا ہون کون یہ بیٹھا ہے میرے پاس — مین اپنے ہوش مین ہون کہ بیہوش ہوگیا

کہتا بہت کچھ اہل سخن سے ابھی عزیز — مجلس کا رنگ دیکھ کے خاموش ہوگیا

غزل

حسام الملک نواب سید علی حسن خان صاحب طاہر

ہائے کیا چیز چاہ ہوتی ہے — ہر نگہ ایک آہ ہوتی ہے

شوخیون سے ہی اضطراب عیان — دل کو خود دل سے راہ ہوتی ہے

مذہب عشق مین ہے ترک خودی — آرزو بھی گناہ ہوتی ہے

کچھ نہ تھی دُور منزلِ مقصود — بیخودی سدِ راہ ہوتی ہے

پائمالِ نگاہِ ناز ہے دل — کیسی بستی تباہ ہوتی ہے

ہر قدم پر رہِ محبت مین — عقل بھی سنگِ راہ ہوتی ہے

جلوہ افروزیِ جہانِ وجود — اک زیبِ نگاہ ہوتی ہے

عشق مین بھی کبھی ہوس مل کر — سببِ اشتباہ ہوتی ہے

جس سے کُھلتے ہین رازہاے خفی — وہ تو صرف اک نگاہ ہوتی ہے

شرط ہمت ہے عشق مین طاہر — یاس بھی گاہ گاہ ہوتی ہے

(۲)

جلوۂ رُخ سے یہ دل ایسا پریخانہ بنے — ہر جگہ رونقِ محفل مرا افسانہ بنے

بزم افروز اگر جلوۂ جانانہ بنے — شعلہ اُڑ اُڑ کے ہر اک شمع سے پروانہ بنے

اثر انداز اگر نرگسِ مستانہ بنے — ایک گھر بھی ہنو ایسا جو نہ میخانہ بنے

گر دکھائے مری وارفتگیِ عشق اثر — ہو جنون عقل کو اور ہوش بھی دیوانہ بنے

گر بنا دستِ ہوس شوقِ رسائی معلوم — دستِ مشاطہ بنے زلف کا یا شانہ بنے

وہی کامل ہے جو سالک بھی ہو مجذوب بھی — کہین فرزانہ بنے اور کہین دیوانہ بنے

دل پر اور قبضہ بتون کا ہو خدا کی قدرت — اے تری شان کہ یون کعبہ صنمخانہ بنے

تھا اسی دل مین کبھی شہرِ تمنا آباد — بد دعا کس نے یہ دی تھی کہ یہ ویرانہ بنے

نہ بنے لالہ جو ہے داغِ دلِ فصلِ بہار — چمنِ دہر مین اک سبزۂ بیگانہ بنے

مے پرستی ہے ازل سے دلِ نازک کی سرشت — یہ وہ شیشہ ہے جو ٹوٹے بھی تو پیمانہ بنے

عقل ہے باعثِ تکلیف و مصائب طاہر — آدمی کس لئے پھر عاقل و فرزانہ بنے

حقیقتِ عریان

جناب سجاد انصاری بی اے ال ال بی

تیری رسوائی کا باعث ہی ترا ذوقِ نمود — نگہِ شوق ترے حسن کی غماز نہ تھی

تجھکو بے پردہ کیا جلوہ فروشی نے تری — ورنہ یان کوئی نگہ پردہ درِ راز نہ تھی

خود ترے حسن مین تھا ذوقِ تجلی مضمر — حیلہ جو کیا ترے انکار کی آواز نہ تھی؟

تجھپہ کچھ فرض نہ تھا پاس صدای ارنی — لبِ موسیٰ مین کوئی شوخیِ اعجاز نہ تھی

تجھکو معلوم بھی تھا طور نوازی کا مآل — نگہِ حسن تری بے خبرِ راز نہ تھی

پھر ہے کیون موردِ الزام تمناے کلیم — کیا تجلی تری خود شعبدہ پرداز نہ تھی

لن ترانی بھی بس اک حسن کا افسانہ ہے

جو اُسے راز سمجھتا ہے وہ دیوانہ ہے

باب التقریظ والانتقاد

سلسلۂ حق

شمس العلما جناب مولوی حافظ سید محب الحق صاحب نقشبندی عظیم آبادی اُن بزرگون مین ہین جو قدیم تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود جدید مذاق اور مسائل سے پورے طور پر آگاہ ہین، انکے قلم سے گو متعدد تصنیفین اردو مین نکل چکی ہین، مگر یہ سلسلہ حقیقت مین انکی زندگی کا ماحصل ہے اور وہ پندرہ بیس برس سے مسلسل قرآن مجید پر غور وفکر مین مصروف ہین، اور اپنے فکر وتعمق سے عجیب عجیب موتی اس بحر بیکران سے نکالے ہین، ان کا اصول یہ ہے کہ حسبنا کتاب اللہ ہمکو صرف قرآن کافی ہے اور کسی چیز کی ضرورت نہین، تاہم انکو غلطی سے آپ پنجاب کے فرقۂ اہل القرآن کا نمایندہ تصور نہ کیجئے، حافظ صاحب موصوف نے اس سلسلہ مین حسب ذیل تین کتابین لکھی ہین،

دعوۃ الحق: اس کتاب مین مصنف نے عقل ونقل کی باہمی معرکہ آرائی کے انسداد کے لئے شرائط صلح پیش کئے ہین،

موجودہ دور مادیت مین اگرچہ سائنس کی ترقی نے دنیا کا ذرہ ذرہ بدل دیا، اور نظام عالم کو نئے آب ورنگ سے پیش کردیا، تاہم اُس نے دنیا کے نظام اخلاق پر کوئی مفید اثر نہین ڈالا بلکہ جہانتک مشاہدہ مین آیا ہے سائنس نے تشکیک وتذبذب کی تخم ریزی کی ہے، جس سے مذہب واخلاق کا شیرازہ منتشر ہوگیا ہے، چنانچہ ہر شخص مضطربانہ قانون خداوندی پر اعتراض کرتا ہے. نقل سے عقل کو ٹکراتا ہے، اور فضائل اخلاق کی جو صورتین مذاہب نے بیان کی ہین، اُن پر قانع نہین رہنا چاہتا سائنس اُسکے شکوک کا کوئی جواب نہین دیتی، کیونکہ اسکا دائرہ مذہب کے دائرہ سے جداگانہ ہے،

وہ صرف یہ بتلا سکتی ہے کہ آفتاب کیون ہے؟ لیکن آفتاب کیا ہے؟ اسکا جواب اسکی دسترس سے باہر ہے، کیونکہ یہ حقیقت اور ماہیت کا سوال ہے جسکے حل کرنے کی طرف سے اُس نے اپنی آنکھین بند کرلی ہین،

اس بنا پر اس عقلی ضلالت کو دُور کرنے کے لئے اس سے کسی روشنی کی توقع کرنا فضول ہے، اسکو صرف وہ ضیاے حق دور کرسکتی ہے جو تیرہ سو برس پیشتر آسمانون سے اتاری گئی تھی اور جس نے دفعتہ ریگستان عرب کو بقعۂ نور بنا دیا تھا، لیکن اہل عرب اور موجودہ متشککین کی ضلالت مین فرق ہے، وہ جہالت کی ضلالت تھی اور یہ عقل کی ضلالت ہے، اُسکے لئے زیادہ تیز روشنی کی ضرورت ہے، جو دفعتہ آنکھون مین چکاچوندھ ڈالدے، اس بنا پر مصنف نے اسلام کی حقانیت، توحید باری، قرآن کی صداقت، اور نبوت ورسالت وغیرہ مباحث کو اسطرح بیان کیا ہے کہ متشککین مذہب کے قلوب مین اس سے سکینت اور طمانیت پیدا ہوتی ہے، گو ہم حافظ صاحب کے پیش کردہ دلائل کو منطقیانہ اور فلسفیانہ نہین کہہ سکتے، تاہم ان سے عقل خردہ گیر کی بیراہ روی بلکہ عجز وقصور کی تصویر آنکھون کے سامنے پھر جاتی ہے، یہ چیز غالبًا اکثر ناظرین کو کھٹکیگی کہ عقل ونقل کی "جنگ عظیم" کی مصالحت کی راہ مین عقل کی بجائے جذبات سے اپیل کرنے کی کوشش کیگئی ہے،

شرعۃ الحق: اس کتاب مین مصنف نے اپنے اصول کو ممہد کیا ہے، اور اسلام کے تمام اصول مسائل عبادات ومعاملات کو کتاب اللہ سے مستخرج کیا ہے، مصنف کا بیان ہے کہ اسلام ایک صاف اور سادہ مذہب تھا جسمین بحث آرائیون کی مطلق گنجائش نہ تھی، لیکن باین ہمہ مسلمانون مین مذہبی اختلاف پیدا ہوا، اسکا سبب یہ ہے کہ مسلمانون نے احکام مذہبی کے تین ماخذ قرار دے لئے ہین، قرآن، حدیث اور فقہ، سب سے پہلے انکی نظر قرآن پر پڑتی ہے، اگر وہ مسئلہ اسمین موجود نہین ہوتا تو حدیث تلاش کرتے ہین، اور اسمین بھی ناکامی ہو تو فقہ کا نمبر آتا ہے، لیکن درحقیقت

قرآن مجید کے علاوہ ہمکو کسی اور ماخذ کی ضرورت نہین ہے، وہ ایک مفصل اور واضح کتاب ہے اور اسمین ہمارے لئے ہر قسم کی ہدایتین موجود ہین، اسلئے صرف اسی کو ماخذ ہونا چاہیئے، البتہ حدیث و فقہ کے ذریعہ سے اسکی توضیح و تشریح کیجا سکتی ہے، لیکن جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ حدیث و فقہ ظنی الثبوت اور اختلافات کا اصلی سرچشمہ ہین تو انکی شارحانہ حیثیت تسلیم کرنے مین بھی تامل واقع ہوتا ہے، قرآن کی شرح نہایت قطعی ہونی چاہیئے جسمین کسی قسم کے شک و شبہہ کی گنجائش نہو، ایسی چیز صرف عمل متواتر ہے جو قرآن مجید کے بعد قطعیت اور استناد کا درجہ رکھتا ہے،

عمل متواتر سے مراد وہ اعمال مذہبی ہین جو رسول اللہ صلعم اور صحابہ کرام کے زمانہ سے لیکر اسوقت تک علیٰ حالہا باقی ہین، اور جنمین امتداد زمانہ کی بدولت کسی قسم کا تغیر و تبدل نہین ہوا ہے، ظاہر ہے کہ قطعیت کے لحاظ سے ان کا درجہ احادیث اور فقہ سے بہت زیادہ بلند ہے، حدیث صحت روایت، صحت راوی، اور درایت کی محتاج ہوتی ہے، اور عمل متواتر صرف بداہت کا، اور بداہت اور غیر بداہت مین جو فرق ہے وہ اہل نظر سے مخفی نہین، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کے اصولی مسائل جنکو ہم حدیث سے ماخوذ سمجھتے ہین، مصنف کی تعلیم یہ ہے کہ ہم انکو صحابہ اور انکے بعد سے آج تک مسلمانون کے عمل متواتر سے ماخوذ سمجھین، نماز کا طریقہ مخصوص، تعداد رکعات اور بہت سی باتین جو قرآن مین بہ تصریح مذکور نہین، گو مصنف نے انکو بھی ڈھونڈھ کر نکالا ہے، تاہم وہ ان کا مبنی اسلام کے عمل متواتر کو قرار دیتے ہین،

یہ خیال مصنف کی کوئی بدعت نہین ہے بلکہ ائمہ اسلام مین امام مالک نے بھی عمل متواتر کو احکام اسلامی کا ماخذ قرار دیا ہے، اور اسی اصول کو پیش نظر رکھکر موطا، مرتب کی ہے جسکی سطر سطر سے اہل مدینہ کا عمل واضح طور پر نمایان ہوتا ہے، البتہ مصنف نے اس اصول کو بطور ایک نظریہ کے پیش کیا ہے، اور متعدد عنوانات کے ذریعہ سے اسکی توضیح و تشریح کی ہے، ان کے نزدیک اصل ماخذ قرآن مجید ہے

عمل متواتر سے اسکی تشریح ہوتی ہے، اور احادیث تشریع یا وضع قانون کا نہین بلکہ تاریخ مذہب کا درجہ رکھتی ہین، بہر حال ہمکو اعتراف کرنا چاہیئے کہ مصنف نے اس راہ مین نہایت جانکاہی کی ہے، اور اس سے آگے کے لئے غور و فکر کا راستہ پیدا ہوتا ہے،

منہاج الحق: عام خیال یہ ہے کہ قرآن مجید ایک دنیاوی قانون ہے جسکو صرف ظاہری احکام سے تعلق ہے، اور تصوف اخروی قانون ہے جو روح پر جاری ہوتا ہے، لیکن اگر یہ دیکھا جائے کہ تصوف کیا چیز ہے؟ اور اسکی غرض و غایت کیا ہے؟ تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ رائے نہایت سطحی اور عجلت مین قائم کر لیگئی ہے، شریعت اور حقیقت مرادف الفاظ ہین، لیکن شریعت پر روحانیت کے ساتھ عمل کرنا بغیر تزکیہ قلب کے نہین ہو سکتا، اور یہی چیز جان تصوف ہے، اس بنا پر مصنف نے اس کتاب مین قرآن مجید کی روحانیت یعنی قرآنی تصوف کو پیش کیا ہے، ابتدا مین تصوف کی تاریخ، تعریف، صوفیہ کے طبقات اور ان کے خصائص، اور عقاید خلاف قرآن کا تذکرہ کیا ہے، پھر تصوف قرآنی کا حصہ شروع ہوا ہے، جسمین اصول اخلاق، ایمان عمل، حقوق، دنیا، واعظین اخلاق، موعظت، طلب، امام ربانی، رشد و ارشاد، صفات مرشد، فرائض مرشد، پیری و مریدی، بیعت، امراض باطنی، امراض قلبی، امراض نفسی، استغفار و توبہ، انابت و معالجہ، ذکر، ضرب، پاس انفاس، فکر فی الآفاق و فی الانفس، پاس حواس، مراقبہ، لطائف، انشراح صدر، محاسبہ، اعتکاف، کشش، گردش، روش، اتقار، مقامات، غرض تمام عنوانات کو قرآن مجید سے تحریر کیا ہی، جس سے یہ خیال بداہتہ غلط ہو جاتا ہی کہ تصوف ایران یا ہندوستان کی پیداوار ہے بلکہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ قرآن و سنت کا دوسرا نام ہی، یہ کتاب اپنے موضوع پر پہلی کتاب ہی اور نہایت جامع، مبسوط، اور مستند ہی، اسکے پڑھنے سے موجودہ تصوف مین جو بدعات شامل ہو گئے ہین ان کا علم ہوتا ہے اور تصوف قدیم اپنی اصلی صورت مین نگاہون کے سامنے آجاتا ہے،

تینون کتابون کی قیمتین حسب ذیل ہین، دعوت الحق، شرعۃ الحق، منہاج الحق، پتہ: حافظ محب الحق صاحب، مرادپور، پٹنہ،
عہ ہے ر ہے ر

مطبوعاتِ جدیدہ

قلبِ ماہیت. بمبئی کے شیخ احمد بن محمد شبیلی (سکریٹری سلطان مسقط) نے علامۂ فرید وجدی کے ایک مضمون کا اردو زبان مین ترجمہ کیا ہے، جسمین مغیرہ بن علقمہ اور فرید وجدی مین خلافت اسلامیہ کی موجودہ حالت اور عرب کی ترقی وزوال پر مکالمہ ہوا ہے، مغیرہ خلافت فاروقی مین عمرو بن عاص کی فوج کے سپاہی تھے، اسلئے انکی زبان سے زمانۂ خلافت کے واقعات کا ادا ہونا، پھر ان کا تیرہ سو سال کے بعد اصحاب کہف کی طرح زندہ ہوکر موجودہ تنزل کو دیکھنا اور اسکے اسباب بتلانا، ایک ایسی ناطق تاریخ ہے جو ہماری خاموش تاریخون سے بدرجہا زیادہ موثر ثابت ہوسکتی ہے، قیمت ۴ر پتہ:- یتیم خانہ اسلامیہ کھڑک بمبئی نمبر ۳،

المکتوب: مولانا عبد الماجد صاحب قادری بدایونی کا ایک خط، جسمین بہار، کرناٹک، مدراس، اینگلری، میسور، بمبئی، کراچی کے حالات، وہان کے مسلمانون کی کیفیت، سلطان ٹیپو کے مقبرے اور محراب لرزان کی تاریخ، بہار اور بلگام کانفرنس کی تقریرین درج ہین، مولانا کا طرز بیان سالہ کی مقبول عام ہونے کے لئے کافی ہے، قیمت ۸ر پتہ: قومی دار الاشاعت محلہ کوٹلہ میرٹھ،

دفع التلبیسات: حضرت مولانا سید محمد علی صاحب رحمانی (سابق ناظم ندوۃ العلما) ہمارے ان بزرگون مین ہین جنکا وجود ہمارے لئے سایۂ رحمت ہے، آج سے پچیس تیس برس پیشتر عیسائی مشنریون کی تبلیغ کا جو زور شور تھا، اس زور شور کو جن اکابر است کی قلم نے توڑا، ان مین ممدوح کا نام خاص شہرت رکھتا ہے، یہ کتاب انہی کے قلم سے پادری عماد الدین کے رسالۂ تقلیعات کے جواب مین نکلی ہے، جسمین آنحضرت صلعم کی نبوت کو بدلائل ثابت کیا ہے اور اناجیل مروجہ کو مشتبہ

اور غیر الہامی ٹھیرایا ہے، قیمت، پتہ: مطبع رحمانیہ مونگیر،

ترانۂ حجازی: یہ رسالہ نغمۂ طنبوری مصنفہ پادری عماد الدین کے جواب مین مولانائے موصوف نے تحریر فرمایا ہے، اسمین نجات، شفاعت، مقام محمود، عصمت انبیا، جہاد، قران مجید کی تعلیمات اور اسکے تورات وانجیل سے ماخوذ ہونے پر مباحث لکھے ہین، قیمت ۶ر

البیان الکامل: ڈاکٹر محمد عمر صاحب اسسٹنٹ سرجن میڈیکل کالج لکھنؤ نے جو اکسریز کے ماہر ہین، اس کتاب مین دق اور سل کی تحقیق کی ہے، دق کی تاریخ، اسکے اسباب وعلامات، اس سے محفوظ رہنے کے طریقے اور اسکا علاج بتلایا ہے، ہماری زبان کے طبی تصنیفات مین یقیناً ایک نیا اضافہ ہے، اور اسلئے قابل قدر ہے، اصطلاحات کے وضع کرنے مین خاص کوشش کیگئی ہے لیکن بااین ہمہ متعدد مقامات مین ناکامی ہوئی ہے اور بعض جگہ نہایت بھدے اور ثقیل الفاظ استعمال کردئے گئے ہین، عربی کے بڑے بڑے الفاظ بھی بولے گئے ہین، جو زبان کی سلاست اور عام اردو دانون کے فہم مطالب کتاب مین خلل انداز ہوتے ہین، ایک طب کی کتاب مین مسیح موعود کا ذکر بظاہر وہم وقیاس سے بہت برتر چیز ہے، لیکن ڈاکٹر صاحب کے جوش عقیدت نے تبلیغ مذہب کا فرض یہان بھی محسوس کیا ہے، اور اپنے طبیب روحانی کا تذکرہ ہوشیاری کے ساتھ کر گئے ہین، قیمت ۴ر، ڈاکٹر صاحب سے ملیگی،

اپر پرائمری ریڈر: ورناکیولر اور انگریزی اسکولون کی تیسری اور چوتھی جماعتون کے لئے قاضی عبد الرحمن صاحب حیرت سکنڈ مولوی جارج ہائی اسکول اعظم گڈھ نے یہ کتاب مرتب کی ہے، نظم، اخلاقی قصون، اور لطائف کے ذریعہ سے کتاب کو دلچسپ بنایا گیا ہے، متعدد اسباق نئے لکھے گئے ہین جو قدیم کورس مین موجود نہ تھے، اور مضامین مین جدید طریقۂ تعلیم کی عملی طور پر پابندی کیگئی ہے، قیمت ۸ر مصنف سے ملیگی،

ماہوار رسالہ: انجمن حمایت اسلام لاہور کا ایک ماہوار رسالہ مدت سے جاری تھا، اسمین عموماً انجمن کا حساب آمد وخرچ، اور بعض ادر معمولی مضامین شایع ہوتے رہتے تھے، اب نئے سال سے اس رسالہ کو کار آمد بنانے کا خیال پیدا ہوا ہے، چنانچہ جنوری اور فروری نمبر اسوقت ہمارے سامنے ہین جنمین ملاحدۂ عجم، سیاسی انقلابات کا اثر ادبیاتِ ایران پر، اچھے مضامین ہین، انجمن کے کارکن حسن سیرت کے ساتھ اگر حُسن صورت کی طرف بھی متوجہ ہون تو شاید بُرا نہو،

مجموعۂ مضامین: انجمن اسلامیہ حیدر آباد دکن نے اپنے ممبرون کے چند مضامین جو سیرت نبوی، ضرورتِ بعثت، تجرد وازدواج وغیرہ پر تھے، ایک مجموعہ کی شکل مین طبع کرائے ہین، قیمت ۸ر پتہ: معتمد انجمن اسلامیہ بیت المعذورین ڈھول پیٹھ حیدر آباد دکن،

ٹیچر: اسم بامسمیٰ رسالہ ہے، یعنی یہ انگریزون کے مشرقی زبانون کے پڑہانے والے معلّمین جنکو عموماً منشی کہتے ہین کا مرکزی ارگن ہے، اسمین اس جماعت کے مصالح وفواید پر مضامین ہوتے ہین اور انگریزی سے اُردو اور اردو سے انگریزی مین ترجمہ کرنے کی مشق کے ساتھ ساتھ منشی صاحبان کے لئے ان کے پیشہ کے متعلق مفید ہدایات ومعلومات بہم پہنچاتا ہے، محمد اکبر خان صاحب حیدری اسکے ایڈیٹر ہین، اور دہلی سے شایع ہوتا ہے، قیمت

نقاش: بدایون سے جناب یوسف عزیز صاحب کی ادارت مین ایک ادبی رسالہ جاری ہوا ہے، لکھائی چھپائی اچھی ہے، مضامین بھی خاصے ہین، غزلیات کا حصہ بھی کافی ہے، قیمت سالانہ چار روپیہ،

جلد نہم | ماہ رمضان المبارک ۴۰ھ مطابق ماہ مئی ۲۲ء | عدد پنجم

مضامین

مطبوعات جدیدہ

[illegible] ابومسلم اصفہانی خوبصورت ٹائپ مین چھپکر تیار ہے، قیمت عا/ منیجر